9/9

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۵ جولائی ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْیَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّیْطَانُ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّیْطَانُ مِنْهُ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو بُرا سمجھتا ہے۔ تم میں سے جس شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو ہر اس مسلمان کا جو چھینک کو سُنے یہ فرض ہے کہ وہ جواب میں یرحمک اللہ کہے اور جمائی شیطان کا فعل ہے۔ تم میں سے جس کو جمائی آئے تو جس حد تک ممکن ہو اس کو روکے اس لیے کہ جب کسی شخص کو جمائی آتی ہے تو شیطان (دیکھ کر) ہنستا ہے۔ (بخاری)

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے جب کوئی 'ہا' کہتا ہے، (یعنی جمائی لیتا ہے)، تو شیطان ہنستا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمدللہ کہے اور اس کا مسلمان بھائی یا دوست یرحمک اللہ (اس کے جواب میں) کہے اور جب کوئی شخص چھینکے اور الحمدللہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہدیکم اللہ ویصلح بالکم (اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہارے حال کو درست فرمائے) کہے (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَّمْ یَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابی موسیٰؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو تم (یرحمک اللہ) کہہ کر اس کو جواب دو اور جو شخص چھینک کر الحمدللہ نہ کہے اس کو جواب نہ دو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِیَدِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنے منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لیتے اور چھینک کی آواز کو پست رکھتے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَلْیَقُلِ الَّذِیْ یَرُدُّ عَلَیْهِ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْیَقُلْ هُوَ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ابی ایوبؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی کو چھینک آئے تو الحمدللہ علیٰ کل حالٍ کہے۔ یعنی ہر حال میں خدا کی تعریف یا خُدا کا شکر ہے اور جو شخص اس کا جواب دے وہ یرحمک اللہ کہے اور اس کے جواب میں چھینکنے والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے۔ (ترمذی۔ دارمی)

وَعَنْ هِلَالِ بْنِ یَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَیْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالَ لَهٗ سَالِمٌ وَعَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ فَكَاَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَقُلْ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلْیَقُلْ لَهٗ مَنْ یَّرُدُّ عَلَیْهِ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْیَقُلْ یَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَكُمْ۔

ترجمہ۔ حضرت ہلال بن یسافؓ کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید کے ساتھ تھے کہ ایک شخص کو چھینک آئی اور اُس نے (الحمدللہ کی بجائے) السلام علیکم کہا۔ (اس خیال سے کہ شاید یہ بھی درست ہو) سالم نے اس شخص کے جواب میں کہا۔ تجھ پر اور تیری ماں پر بھی سلام۔ اس شخص نے اپنے دل میں ان الفاظ کا بُرا مانا۔ سالم نے کہا (اس میں بُرا ماننے کی کونسی بات ہے) میں نے تو وہی لفظ کہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے۔ یعنی ایک شخص نے چھینک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے السلام علیکم کہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا۔ تجھ پر اور تیری ماں پر بھی سلام اور اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمدللہ رب العالمین کہے اور جو شخص اس کو جواب دے وہ یرحمک اللہ کہے اور پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں یغفر اللہ لی ولکم (خدا میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔) کہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ تین بار اپنے مسلمان بھائی کی چھینک کا جواب دے۔ اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو پھر وہ زکام ہے۔ (ابوداؤد)

ہفت روزہ
فون نمبر ۶۷۵۴۵
خدام الدین
لاہور
ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
جلد ۹ | ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ ۵ جولائی ۱۹۶۳ء | شمارہ ۹

وزیرِ قانون کی خدمت میں

۲۸ جون کی یہ خبر مختلف اخبارات میں شائع ہو چکی ہے کہ وزیرِ قانون ملک قادر بخش نے صوبائی اسمبلی میں اس اعلان کا اعادہ کیا کہ "موجودہ حکومت فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والوں کو سختی سے کچل دے گی۔ خواہ اس کے نتیجہ میں آئندہ انتخابات میں حکومت کو شکست ہی کیوں نہ ہو جائے"۔

جہاں تک ملک صاحب کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ موجودہ حکومت فرقہ وارانہ منافرت پھیلاتے والوں کو سختی سے کچل دے گی۔ ہم اس کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں حکومت کے مکمل ہمنوا ہیں —— اور ہمارے خیال میں کوئی ذی فہم انسان اس حصۂ بیان کی مذمت نہیں کر سکتا کیونکہ۔ فرقہ وارانہ منافرت سے بڑھ کر ملک کی سالمیت کے لئے کوئی خطرہ نہیں لیکن ملک صاحب کا یہ فرمانا کہ خواہ اس کے نتیجہ میں آئندہ انتخابات میں حکومت کو شکست ہی کیوں نہ ہو۔ کسی اور صورتِ حال کی غمازی کرتا ہے

ہم ملک صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ملک کی اکثریت فرقہ وارانہ منافرت کو پسند کرتی ہے کہ انہیں ان کی مخالفت کے باعث آئندہ انتخابات میں اپنی شکست کا خطرہ دامن گیر ہے۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے۔ تو ملک صاحب کا یہ حصۂ بیان بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے —— اور اگر اس نازک مرحلہ میں وہ ملک کی اکثریت کو یہ الزام دیتے ہیں کہ وہ فرقہ وارانہ منافرت کو پسند کرتی اور موجودہ منافرت پھیلانے کی ذمہ دار ہے تو وہ الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ ایک فریق کی حمایت میں بولتے نظر آتے ہیں جو ان کے منصب کے خلاف صحیح واقعات کے قطعی برعکس اور تحقیقاتی عدالت کے کام میں مداخلت کے مرادف ہے ——

ہم ملک صاحب کے آخری حصۂ بیان پر سخت احتجاج کرتے ہیں اور ان پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان کے اس حصۂ بیان سے سوادِ اعظم کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں —— انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے بیان پر نظرِ ثانی فرمائیں اور اپنے آخری الفاظ واپس لے لیں۔ اور اگر یہ الفاظ نادانستہ کہے گئے ہیں اور ان کا منشاء وہ نہیں جو آخری الفاظ سے مترشح ہوتا ہے تو انہیں پھر بھی اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنی چاہیئے ——

ملک کا قانون اور ضابطۂ اخلاق حکومت یا حکومت کے کسی مقتدر فرد کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ تنازعات کی صورت میں کسی فریق کی حمایت کرے بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ وہ حالات و واقعات کی غیر جانبدارانہ اور منصفانہ تحقیقات کرائے اور جو فرد یا گروہ ملکی قانون کے تحت مجرم قرار پائے بلا لحاظ مذہب و ملت اسے قرار واقعی سزا دے، یہ کسی صورت میں پسندیدہ نہیں کہ حکومت کا کوئی فرد بغیر سوچے سمجھے ایک فریق کو مجرم گردان کر ملک کے امن و امان کو تباہ کرنے کا باعث بنے ——

ہمارے خیال میں منافرت اور فسادات کی اصل ذمہ داری عوام سے کہیں زیادہ ان افسران اور حکام پر ہے۔ جو فرقہ وارانہ عصبیت کی بناء پر دوسرے فرقہ کے حقوق پامال کرتے اور عوام کے جذبات سے کھیلتے ہیں ——

ہم ان گزارشات کے ساتھ وزیرِ قانون سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے آخری حصۂ بیان کی وضاحت فرمائیں اور ان الفاظ کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والے کچل دیئے جائیں گے"۔

بھارت کی فوجی امداد

امریکن کانگرس کے ایک ری پبلکن ممبر سینیٹر کینتھ کیٹنگ نے پچھلے دنوں ایک بل پیش کیا تھا جس کا مقصد یہ ہے کہ حکومت امریکہ ہندوستان اور ایسے ہی دوسرے ممالک کی امداد بند کر دے جو اپنے ذرائع کو روس سے فوجی سامان خریدنے کے لئے استعمال کرتے ہیں یعنی امداد تو امریکہ سے لیتے ہیں اور خرچ روس سے فوجی سامان خریدنے پر کرتے ہیں۔ انہوں نے اس ضرورت پر بھی زور دیا ہے کہ امریکن کانگریس فیصلہ کرے کہ ایسے ملکوں کو امداد نہیں مل سکے گی جو امریکہ سے امداد پانے والے ممالک کے خلاف بالواسطہ فوجی سامان استعمال کریں گے یا ان کے خلاف تخریبی پروپیگنڈہ کریں گے۔

پاکستان شروع ہی سے اس کے خلاف ہے کہ امریکہ ہندوستان کو فوجی امداد دے۔ اور وہ اپنی دوستی کے واسطے دے دے کر یہ کہہ چکا ہے کہ امریکہ کو بہت جلد اس بات کا احساس ہو جائے گا۔ کہ ہندوستان کو مسلسل ہتھیاروں کی سپلائی کر کے اس نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اپنے دوستوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔ اور بالآخر اسے اس داد و دہش کے بارے میں نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے کئی ممالک کی دوستی سے محروم ہونا پڑے گا۔ کیونکہ تمام ایشیائی ممالک ہندوستان کی بڑھتی ہوئی فوجی طاقت سے خطرہ محسوس کرتے اور اسے ایشیا کے توازنِ طاقت کے لئے عظیم ترین خطرہ تصور کرتے ہیں۔ اور جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اسے اتنا خطرہ چین سے نہیں جتنا بھارت سے ہے —— بھارت اور پاکستان کے درمیان اختلافات کی ایک خلیج حائل ہے اور اسے صرف اسی صورت میں پاٹا جا سکتا ہے جبکہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے —— اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے متنازعہ فیہ امور پاکستان کیلئے کچھ کم سوہانِ روح نہیں —— لیکن اگر بھارت کشمیر کے معاملہ میں منصفانہ اور حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرے اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آ جائے تو تمام تلخیاں ختم ہو سکتی ہیں اور دونوں ہمسایہ ملک مل جل کر رہ سکتے ہیں۔ مگر توازنِ طاقت اس صورت میں بھی برقرار رکھنا ضروری ہے۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ جب تک بھارت کو فوجی امداد مل رہی ہے اور اس کی فوجی طاقت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ اس معاملہ میں کبھی حقیقت پسندانہ طرزِ عمل اختیار کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا، اس کی فرعونیت دن بدن بڑھتی جائے گی اور آج اگر وہ کشمیر کو اپنی ہوسِ اقتدار کا نشانہ بنائے ہوئے ہے تو کل دوسرے ہمسایہ ممالک کی طرف بھی نگاہِ غلط اٹھانے سے اسے کوئی نہیں روک سکے گا —— یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے وزیرِ خارجہ نے چند دن پہلے یہ بات واشگاف الفاظ میں کہی تھی کہ امریکہ کو بھارتی فوجی امداد کے صلہ میں نہ صرف پاکستان بلکہ کئی دوست ممالک کی دوستی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے —— اس اعلان کا امریکی حکومت پر کوئی اثر ہوا یا نہیں۔ مگر اتنا ضرور ہوا کہ امریکن کانگریس میں کم از کم یہ بات چل نکلی کہ ہندوستان کو فوجی امداد بند کر دینی چاہیئے اور امداد دیتے وقت اپنے دوست ممالک کا مفاد ہر حال میں پیشِ نظر رکھنا چاہیئے ——

چنانچہ ان حالات میں پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس آواز میں زور پیدا کرنے اور امریکہ کو اپنے آگے جھکانے کے لئے دوسرے ایشیائی ممالک انڈونیشیا، برما، ملایا، فلپائن، سیلون وغیرہ کو بھی اپنے ساتھ ملائے اور انہیں ہندوستان کی اسلحہ بندی کے خلاف ہموار کرنے کی سر توڑ کوشش کرے اور ان سے اعلان کرائے کہ مغربی ممالک سے ہندوستان کو جو ہتھیار مل رہے ہیں ان سے ان ممالک کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور چونکہ یہی ممالک ہیں جو جنوب مشرقی ایشیا کی نمائندگی کرتے ہیں اس لئے اگر یہ پاکستان کے ہمنوا ہو گئے تو امریکہ پر ضرور ان کا دباؤ پڑے گا —— اور نتیجتاً اسے ہندوستان کی فوجی امداد لازماً بند کرنا پڑے گی۔ اب یہ کام ہماری حکومت کا ہے کہ وہ کس طرح اس صورت

باقی بر ص ۱۶

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۷ رجون ۱۹۶۳ء

خُفیہ اَذکار

مُرتبہ خالد سلیم

آج ذکر کے بعد ابن شیخ التفسیرؒ صاحبزادہ حافظ حمید اللہ صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۰

ترجمہ:۔ تم مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو یاد کروں گا۔ اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔

یادِ الٰہی کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک وہ طریقہ ہے جس کو فرائض کا درجہ حاصل ہے مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ

اس آیت میں مطلقاً اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے کا حکم ہے۔ چاہے کوئی زبان سے یاد کرے۔ یا دل سے اللہ کی یاد کرے۔ یا خیال میں یاد کرے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اللہ تعالےٰ کی دل میں یاد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اُسے دل میں یاد کرتے ہیں۔ اگر کوئی مجلس میں یاد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے ہاں فرشتوں کی مجلس میں اُس بندے کو یاد کرتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میرا شکر کرو۔ ناشکری نہ کرو۔

شکر کا مطلب یہ ہے۔ کہ جتنی یادِ الٰہی کی توفیق ہوئی ہے۔ اس کا شکر ادا کیا جائے۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ دہلوی فرماتے ہیں، کہ (یہاں کفر کے معنی ناشکری کے ہیں)، کہ اللہ تعالےٰ نے زندگی اور صحت دی۔ اس سے فائدہ نہ اٹھایا اللہ کی عبادت نہ کی۔ زبان اور دل سے ذکر اللہ نہ کیا۔ یہ کفرانِ نعمت ہے

ہم کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے بعد شکریہ ادا کریں۔ کیونکہ یہ سب اُسی کی توفیق سے ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ! مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اللہ تعالےٰ کا زبان سے ذکر کرنا۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کو بلانا اور پکارنا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی انسان نیکی کرتا ہے۔ تو اس کے دل پہ ایک سفید نورانی نقطہ بڑھ جاتا ہے اور نیک اعمال کرنے سے وہ بڑھتا جاتا ہے۔

جب کوئی اللہ تعالےٰ کے اسم ذات یعنی اللہ اللہ کی ۵ ، ۱۰ تسبیحاں روزانہ پڑھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے دل پر کچھ اثر نہ ہو، اور اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بعض اوقات لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم ذکر کرتے ہیں لیکن طبیعت میں تبدیلی نہیں محسوس کرتے جن کے قلوب پر ذکر اللہ کا اثر نہیں ہوتا۔ ان کا خورد و نوش مشتبہ ہوتا ہوگا۔ ہمیں حرام چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ روحانی ترقی کے لئے مشتبہ مال سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، اگر بے نماز کے ہاتھ کی کوئی چیز کھائی جائے گی۔ تو اس کا بھی روحانی صحت پر اثر پڑے گا۔

شریعت نے ہمیں ان چیزوں کا مکلف بنایا ہے۔ جو ہماری عقل اور سمجھ میں آتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی یاد کے ساتھ یہ لازمی بات ہے کہ حرام خورد و نوش سے بچا جائے۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو وہ شخص بہت پسندیدہ ہے جو اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے۔ لیکن کسی پر افشار نہیں کرتا۔

قرآن مجید میں بھی حکم ہے۔ کہ

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدہ طور پہ پکارو ۔۔ مخفی ذکر الٰہی عند اللہ زیادہ قبولیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ریا کا شائبہ کم ہوتا ہے۔

آج کل نمازوں کے بعد لوگ اونچی آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اس سے نماز پڑھنے والوں کی نماز خراب ہوتی ہے

دُرود شریف کا منکر کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کو خوب یاد کریں۔ درود شریف پڑھیں۔ جتنی مرتبہ چاہے پڑھیں۔ لیکن خفیہ طور پہ عاجزی وانکساری کے ساتھ

ایک مرتبہ حضورؐ نے چند صحابہ کرامؓ کو اونچی آواز میں ذکر کرتے ہوئے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم کسی بہرے کو سُنا رہے ہو۔ تمہارا اللہ سمیع و بصیر اور حاضر و ناظر ہے

اگر بلند آواز سے ذکر کرنے کا درجہ زیادہ ہوتا تو حضورؐ ان صحابہؓ کو منع نہ فرماتے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ "اُدْعُوا ربکم تضرعًا وَخُفْیَۃً" کا حکم نہ فرماتے کہ اپنے رب کو نہایت عاجزی اور پوشیدہ طور پہ آہستہ سے پکارو۔۔

ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کی یاد کثرت سے کریں۔ پوشیدہ اور شوق کے ساتھ کہ کسی پہ ظاہر نہ ہو۔ اس طرح ہمارا ذکر اللہ کرنا اللہ کے نزدیک زیادہ مقبول ہوگا۔ یہی ہمارے حضرتؒ کی تلقین تھی، یہی ان کا رنگ تھا۔ ہمیں بھی اپنے شیخ کا رنگ اپنانا چاہیئے۔

بعض لوگ نماز کے فوراً بعد بھاگ کر ذکر کرنے والی جگہ پہ آتے ہیں۔ حضرتؒ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ کسی پہ اظہار کرنا۔ کہ میں اللہ بہت یاد کرتا ہوں، میں سب سے آگے بیٹھتا ہوں۔ اور خوب سر ہلا ہلا کر ذکر کرتا۔

ان سب باتوں سے حضرتؒ منع فرماتے تھے۔ ہمارے قادری خاندان میں سب اذکار خفیہ ہیں۔ صرف مجلس ذکر میں ذکر جہر کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی اتنی آواز سے کہ دوسرے پاس بیٹھنے والے کو تکلیف نہ ہو

اس ذکر کا اجراء اس وجہ سے ہے کہ اپنے خیالات کو منتشر ہونے سے بچایا جائے۔ جن لوگوں کے خیالات پراگندہ نہیں ہوتے اکثر ان لوگوں کو ذکر جہر کی تلقین نہیں کی جاتی۔۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو کثرت سے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے اور ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

خطبۂ یوم الجمعہ ۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۸ جون سنہ ۱۹۶۳ء

مرتبہ رخسانہ موشرے مبلغ)

سودمند نصیحت

صاحبزادہ شیخ التفسیر حافظ حمید اللہ مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ؕ وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ۚ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۙ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ؕ سورۃ الاعلٰی (پ ۳۰)

ترجمہ:- اپنے رب کے نام کی تسبیح کیا کر جو سب سے اعلٰے ہے وہ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا اور جس نے اندازہ ٹھیرایا پھر راہ دکھائی اور وہ جس نے چارہ نکالا پھر اس کو خشک چورا سیاہ کر دیا۔ البتہ ہم آپ کو پڑھائیں گے۔ پھر آپ نہ بھولیں گے۔ مگر جو اللہ چاہے۔ بے شک وہ ہر ظاہر اور چھپی بات کو جانتا ہے۔ اور ہم آپ کو آسان شریعت کے سمجھنے کی توفیق دیں گے پس آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت فائدہ دے جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ جلدی سمجھ جائے گا اور اس سے بڑا بدنصیب الگ رہے گا۔ جو سخت آگ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جئے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

احکام وواقعات

ہندوپاکستان میں سینکڑوں ایسے علمارِ حق گزرے ہیں جن کی تصانیف سے آج بھی ان کے نام علماء کے وردِ زبان ہیں۔ اور بہت سے غیر معلوم علمارِ کرام بھی گزرے ہیں۔ حضرت ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ سہارنپور کے ایک قصبہ میں ہوگزرے ہیں۔ حنفی قانون پر انہوں نے مدوّن کتابیں لکھی ہیں۔ وہ قانون کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف میں پانچ سو ایسی آیات آئی ہیں جن سے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ باقی آیات سے واقعات ملتے ہیں۔

بے شمار احسان

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالٰے اپنے احسانات بیان فرماتے ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

ترجمہ! اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو شمار نہ کرسکو گے (سورہ النحل پ ۱۴)

اس رب کی ثنا کیجئے جس نے آپ کو پیدا کیا ہے اور درست بنایا ہے۔ بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں، کہ ان کا سر بڑا ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ فیل پا یعنی ان کا پاؤں بڑا ہوتا ہے دیکھنے والے اللہ کا شکر ادا کریں کہ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے پیدا کیا اور صحیح درست پیدا کیا۔ اپنے ارادے اور حکم سے دنیا میں بھیجا۔ اکثر صحیح پیدا فرمائے لیکن امتحان کے لئے بعض کو معذور بھی کر دیا کہ انہیں دیکھ کر کون شکر بجا لاتا ہے۔

سنہ ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ رمضان المبارک شدید گرمیوں میں تھا۔ اباجان رحمتہ اللہ علیہ طلبار کو پڑھا کر آرام کے لئے گھر تشریف لے جاتے تھے ایک دن مجھے فرمانے لگے کہ چھابڑی والے سر پر ٹوکرا اٹھائے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالٰے کا شکر کرتا کہ اس عمر میں مجھے بے آرام نہیں کیا۔ اللہ تعالٰے سبق دیتے ہیں کہ ہر نعمت کا شکر ادا کریں۔ کسی اندھے یا مصیبت زدہ کو گرفتار بلا دیکھے تو

یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّنِ ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:- اس اللہ تعالٰے کا شکر ہے جس نے مجھے عافیت دی اس مصیبت سے جس میں تمہیں مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھتا ہے تو اس کو اس مصیبت سے اللہ تعالٰے نجات دیتا ہے۔ یعنی اس کو یہ مصیبت کبھی نہیں پہنچے گی

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

تقدیر

اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ حمد وثنا کرو جس نے تمہاری تقدیر بنائی اور پھر راہ بتائی۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ زمین وآسمان بنانے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالٰے نے تقدیر کو بنایا اب اگر کوئی تقدیر کو بدلنا چاہے تو بدل نہیں سکتا۔ ٹوٹ گئے قلم اور خشک ہو گئے کاغذ؟ اللہ تعالٰی نے تقدیر لکھی اور جب دنیا میں آئے تو الہام جبلّی کے تحت جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ تو ڈاکٹر بنے اور لوہار بنے۔ جس کسی کو کھیتی باڑی کے لئے مناسب سمجھا وہ زمیندار بن گیا۔ کوئی دوکاندار بن گیا اور کوئی کارخانہ دار اور کوئی مزدور!

بعض بدنصیب ہوتے ہیں ایک کام شروع کیا اس میں نقصان ہوا چھوڑ دیا۔ دوسرا شروع کیا اس میں بھی نقصان ہوا چھوڑ دیا۔

غرضیکہ اللہ تعالٰے نے تقدیر بنائی اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت ورہنمائی فرمائی ساتھ ہی انسانوں کے متعلقات کا بھی ذکر فرمایا!

مشینی دور

ہمارے ملک میں مشینی دور صرف ایک صدی سے آیا ہے۔ ہر طرف موٹریں، سائیکلیں اور ٹرک چل رہے ہیں۔ اس سے پہلے تمام نقل وحمل کا اہتمام اونٹ گھوڑے خچر اور بیل وغیرہ کے ذریعہ ہوتا تھا دیگر ممالک میں ڈھائی سو برس سے مشینی دور شروع ہوا ہے۔ جب ہوائی جہاز ریل موٹر اور ٹرک وغیرہ نہیں تھے تو لوگ اونٹ گھوڑے اور خچر پالتے تھے، اللہ تعالٰے نے ان جانوروں کے لئے چارہ پیدا کیا۔ یہ بھی اس کا احسان ہے اگر اللہ تعالٰے چارہ پیدا نہ فرماتے تو تمام جانوروں کی نسلیں ختم ہوگئی ہوتیں۔ اور لوگوں کو بوجھ اپنے کندھوں پر خود اٹھا کر لے جانا پڑتا ۔۔۔

اون اور گوشت

سورہ النحل کے پہلے رکوع میں اللہ تعالٰے اپنے احسانات کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور تمہارے واسطے چارپاؤں کو بھی اسی نے بنایا ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے۔ یعنی اون ہوتی ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کا (گوشت) بھی کھاتے ہو۔

زینت

ارشاد ہوتا ہے کہ وَلَكُمْ فِیْهَا جَمَالٌ

باقی ص ۱۸

حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ پ۱۴

اور تمہارے لئے ان میں زینت بھی ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہیں۔ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ غرضیکہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے عزت ہے۔ کسی کے دس گھوڑے بیس گائیں پچاس بھینسیں۔ وغیرہ ان جانوروں میں تمہارے لئے عزت ہے یہ فلاں جاگیردار کے ہیں اور یہ فلاں زمیندار کے ہیں۔

ہارس شو

ایک مرتبہ مولانا امین الحق صاحب گھوڑوں کی نمائش دیکھنے کے لئے مجھے لے گئے۔ بعض گھوڑے اتنے بڑے تھے کہ ہمارے ذہن میں بھی نہیں آ سکتے۔ ملک خضر حیات کے گھوڑے اور بعض گائیں دکھائیں اور پلی ہوئی بھینس اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ قسم قسم کے اور ملک ملک کے گھوڑے گائیں اور بھینسیں وغیرہ (اللہ کی قدرت) بعض گھوڑے دیکھ کر تصور نہیں ہو سکتا کہ ایک بڑا پلنگ اس کی پیٹھ پر آ سکتا ہے

راہو مچھلی

ایک مرتبہ میرے ایک دوست ایک کتاب لائے اس میں راہو مچھلی کی بیس قسمیں دکھائی گئی ہیں۔ مغربی پاکستان کے دریاؤں سے روزانہ نکالی جاتی ہیں اور ارزاں ہونے کی وجہ سے اکثر استعمال ہوتی ہیں۔ لیکن ہم ان کی شناخت نہیں کر سکتے

بار برداری

پھر فرمایا — وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ

ترجمہ! اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ جہاں تک تم جان کو تکلیف میں ڈالنے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے — اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَّيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

انسان کے متعلقات

اے انسانو! تم دور دراز کے سفر پیدل نہ چل سکتے تمہیں بھی اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ سمندروں دریاؤں میں جہاز اور کشتیاں بنائیں۔ ریگستانوں اور جنگلوں میں جانور ہیں کسی زمانے میں غزنی اور پشاور کے راستہ دہلی تک تجارت ہوتی تھی۔ میں نے سن رکھا ہے کہ اچھا اور طاقتور اونٹ پندرہ من بوجھ اٹھا لیتا ہے اور دس دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے سفر کر سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں گھوڑے سے زینت ہوتی ہے۔ ہارس شو میں بعض گھوڑے ہزارہا قیمت کی موٹر سے زیادہ قیمتی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ہیں انسان کے متعلقات۔ اللہ تعالےٰ نے دراصل انسان پر احسان کیا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ چارہ پیدا نہ کرے تو تمام جانور مر جائیں۔ بعض ہرے بھرے چارے ہوتے ہیں لوگ انہیں سکھا کر رکھ لیتے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے چارہ نکالا اور پھر اُسے کوڑا سیاہ کر دیا۔

حضورؐ سے خطاب

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہوتا ہے کہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ الخ۔ البتہ ہم آپ کو پڑھاتے ہیں جو بھولے گا نہیں مگر جو اللہ چاہیئے۔ بے شک وہ ہر ظاہر اور چھپی بات کو جانتا ہے۔

جب خوف ہو تو انسان جرم نہیں کرتا۔ فقہا کی اصطلاح میں اوامر اور نواہی کہلاتے ہیں انسان تاّل سے بے خبر ہو کر بھی جو کچھ عمل کرتا ہے۔ اس کو بھی اللہ جانتا ہے۔

علم الٰہی ان کی ہر حالت پر حاوی ہے

ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ (سورۃ الرعد پ۱۳) ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ جو کچھ ہر مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اور جو کچھ پیٹ میں سکڑتا اور بڑھتا ہے اور اس کے یہاں ہر چیز کا اندازہ ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا بلند مرتبہ ہے۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝

ترجمہ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے یا پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے یا دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں —

اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں گے اللہ تعالےٰ بتدریج ان کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے گریبان میں نگاہ ڈالے تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالےٰ نے حالت سدھار دی ہے۔

نصیحت کیجئے!

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ پ۳۰

پس آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت فائدہ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہو رہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے مطلع کر دیجئے۔ جس دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف ہوگا وہ سمجھ جائے گا۔ مسلمان جہالت کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔ انسان کے دل سے شرک نہیں نکلتا۔ ایک شرک جلی ہے اور ایک شرک خفی۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ قرآن شریف اور حدیث نبویؐ کا علم حاصل کریں۔ بعض وہ لوگ بھی ہیں جن کا قلب منور ہے

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل تعلیم الاسلام میں ایک مسئلہ لکھا ہے کہ جو لوگ محرم کے دنوں میں اماموں کے فقیر بنتے ہیں۔ یہ شرک ہے۔ ایشیا بھر میں ان کا ہم پلہ عالم نہیں ہے

اللہ کے فقیر

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (سورۃ فاطر پ۲۲)

ترجمہ! اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا فقیر نہیں بندے کا فقیر ہوں۔ تو یہ شرک ہے۔ جب تک قرآن شریف مدت مدید تک نہ سُنے تو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ ہانڈی میں نمک نہ ڈالے تو اس کا سالن پھیکا ہوگا اور اگر غریب آدمی بھی ہانڈی میں نمک نہ ڈالے تو اس کی ہانڈی بھی پھیکی ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی پڑھے گا تو اس کا اثر لے گا اور اگر قرآن نہ پڑھے گا تو ہدایت سے محروم رہے گا۔

غیر اللہ سے مدد مانگنا

بعض بدعتی لوگ ایسے جاہل ہیں کہ سورۂ فاتحہ یا قرآن مجید کی دیگر آیات سے استمداد لغیر اللہ ثابت کرتے ہیں یہ شرک ہے۔ اور نذر نیاز غیر اللہ کی مطلقاً حرام ہے۔ ان اماموں کے فقیروں کو پیسہ دینا گناہ کبیرہ ہے

جب تک انسان قرآن شریف نہ پڑھے ایمان صحیح نہیں ہو سکتا۔ درس قرآن میں آنے سے ایمان کی اصلاح ہوتی ہے

ایک بچے کو روزانہ پاؤ بھر دودھ پلاؤ کہ سال کے بعد اس کی صحت اچھی ہوگی اور ایک بچے کو

دُنیائے فانی

محمد شفیع عمر الدین۔ میرپور خاص

؎ خوش ست عمر دریغا کہ جاودانی نیست
پس اعتماد بریں پنج روز فانی نیست

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن آیت ۲۶ - ۲۷)

ترجمہ:۔ جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی۔ جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

اب انسان کے ذمے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس فانی جہاں کی چار روزہ زندگی میں اُخروی زندگی کو فراموش کرکے صرف دنیا کا بندہ نہ بن جائے۔ بلکہ اس دارِ فانی میں دارِ بقا کے لئے جدوجہد کرتا ہے

دُنیا کی نعمتیں

اس دارِ فانی کی سب نعمتیں عارضی ہیں سب کے لئے فنا ہے۔ اور اُخروی زندگی کی نعمتیں پائدار اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ اُن نعمتوں کے حصول کے لئے دو باتیں لازمی ہیں۔ ایک ایمان لانا اور دوسرا اعمال صالح (جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوں) کا بجالانا۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل آیت ۹۶، ۹۷)

ترجمہ:۔ جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

آخرت بہتر ہے

۱۔ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ (الاعلیٰ آیت ۱۷ - ۱۸)

ترجمہ:۔ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور پائدار ہے۔

۲۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ (الکہف آیت ۴۶)

ترجمہ: مال اور اولاد تو دُنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں

(ف) "رہنے والی نیکیاں" یہ کہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے، یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جائے۔ یا اولاد کو تربیت دے کر صالح چھوڑ جاوے۔

(موضح القرآن)

(۳) وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ (مریم آیت ۷۶)

ترجمہ: اور جو لوگ ہدایت پر ہیں اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جن لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی ہے انہیں اللہ تعالیٰ ہدایت میں بڑھاتا ہے اور انہیں اعمال صالحہ کی جزائے خیر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ملے گی۔

دنیاوی سازوسامان کی حقیقت

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (طٰہٰ آیت ۱۳۱)

اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

یعنی دنیا میں قسم قسم کے کافروں مثلاً یہود و نصاریٰ مشرکین، مجوس وغیرہ کو ہم عیش و تنعم کے جو سامان دیئے ہیں ان کی طرف آپ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے۔ (جیسے اب تک نہیں دیکھا) یہ محض چند روزہ بہار ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہم ان کا امتحان کرتے ہیں کہ کون احسان مانتا ہے۔ اور کون سرکشی کرتا ہے جو عظیم الشان دولت حق تعالیٰ نے (اے پیغمبر!) آپ کے لئے ...... مقدر کی ہے مثلاً قرآن کریم، منصب رسالت، فتوحات عظیمہ، رفع ذکر اور آخرت کے اعلیٰ ترین مراتب اُس کے سامنے ان فانی اور حقیر سامانوں کی کیا حقیقت ہے۔ آپ کے حصہ میں جو دولت آئی وہ ان کی دولتوں سے کہیں بہتر ہے۔ اور بذاتِ خود یا اپنے اثر کے اعتبار سے ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بہر حال آپ نہ ان تکذیب و اعراض سے مضطرب ہوں نہ ان کے سازوسامان اور مال و دولت کی طرف نظرِ التفات اٹھائیں۔

سمجھ سے کام لو

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (القصص آیت ۶۰)

ترجمہ: اور جو چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

یعنی

آدمی کو عقل سے کام لے کر اتنا سمجھنا چاہیئے کہ دنیا میں کتنے دن جینا ہے اور یہاں کی بہار اور چہل پہل کا مزہ کب تک اٹھا سکتے ہو۔ فرض کرو۔ دنیا میں عذاب بھی نہ آئے، تاہم موت کا ہاتھ تم سے یہ سب سامان جدا کرکے رہے گا۔ پھر خدا کے سامنے حاضر ہونا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے

اگر

وہاں کا عیش و آرام میسر ہوگیا تو یہاں کا عیش اس کے سامنے محض ہیچ اور لاشیٔ ہے۔ کون عقلمند ہوگا جو ایک مکدر اور منغص زندگی کو بے غل وغش زندگی اور ناقص و فانی لذتوں کو کامل و باقی نعمتوں پر ترجیح دے۔

آخرت کی نعمتوں کے وُرثاء کے اوصاف

حمیدہ

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا

لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الشوریٰ آیت ۳۶، ۴۰)

ترجمہ :- پھر جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور سدا رہنے والا ہے۔ یہ اُن کے لئے جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں۔ اور جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب اُن پر ظلم ہوتا ہے۔ تو بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسے ہی بُرائی ہے۔ پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا، اس کی زیب و زینت وغیرہ سب فانی چیزیں ہیں۔ آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں

اس لئے

بندے کو چاہیئے کہ ہمیشہ اور باقی رہنے والی نعمتوں کو دنیاوی نعمتوں پر ترجیح دے۔ اور اس کوشش میں لگا رہے کہ آخرت کی نعمتیں حاصل ہو سکیں۔

جنہیں آخرت کی نعمتیں مل گئیں ان کے اوصاف حمیدہ یہ ہیں۔ اب آخرت کے طالب کو چاہیئے کہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرے

۱۔ ایمان لانا۔ یعنی اللہ تعالےٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، سب رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر پر ایمان لایا جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانے اور قرآن کریم اللہ تعالےٰ کی آخری کتاب جانے۔ قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث میں جو باتیں ہیں سب پر بلاچون وچرا ایمان رکھے

یاد رہے کہ بغیر ایمان کے کوئی بھی کوشش آخرت میں بارآور نہ ہوگی۔

۲۔ توکل علی اللہ۔ بقول حضرت ابن کثیرؒ یعنی "صبر کرتے ہیں واجبات بجالاتے ہیں اور محرمات کو ترک کرتے ہیں"

گفت پیغمبر بآواز بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

یعنی اپنی ہمت لگا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑے۔ اور نتیجہ کی امید اللہ تعالےٰ سے رکھے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے کا نام توکل نہیں ہے

گر توکل می کنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
(مولانا رومؒ)

(۳) کبیرہ گناہوں اور فاحش امور سے بچنا

بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی سے کنارہ کرے اور پاکیزہ زندگی احکام اللہ اور احکام الرسول کے مطابق بسر کرے۔ چند بڑے بڑے گناہ جن سے بچنا چاہیئے یہ ہیں۔

۱۔ نماز میں سستی کرنا (۲) زنا کرنا
۳۔ لواطت کرنا (۴) شراب پینا
۵۔ چوری کرنا (۶) ناحق قتل کرنا
(۷) جھوٹی گواہی دینا (۸) سود لینا
(۹) رشوت لینا (۱۰) ماں باپ کی نافرمانی کرنا
(۱۱) ناپ تول میں کمی کرنا
(۱۲) جوا کھیلنا (۱۳) خودکشی کرنا
(۱۴) باوجود طاقت کے حج نہ کرنا

(۴) — غصہ پر قبضہ رکھنا۔ غصہ کی حالت میں عفو اور درگزر سے کام لیتے ہیں انتقام کے درپے نہیں ہوتے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ شرعی اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

(۶) نماز کے پابند :- یعنی سب ارکان بجا کر مسجد میں حاضر ہوکر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ پنجگانہ نماز ایک اہم ترین فریضہ ہے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسشِ نماز بود۔

(۷) کام باہمی مشورہ سے کرنا — حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مشورہ سے کام کرنا پسند رہے۔ دین کا ہو یا دنیا کا"

(۸) اللہ تعالےٰ کے رستے میں خرچ کرنا۔ فریضہ زکوٰۃ کے علاوہ خویش و اقارب اور حقداروں کو خیر خیرات سے نوازتے رہتے ہیں

(۹) برائی کا بدلا لینا :- برائی کرنے والے کو سزا دیتے وقت انتقامی بات نہ آنے پائے صرف ظلم جتنی سزا دی جائے زیادہ نہیں۔ اگر باوجود قدرت ہونے کے سزا دینے کے بغیر معاف کر دیا اور صلح کر لی تو یہ بھلا کام ہے جس کا اجر اللہ تعالےٰ دے گا۔

حدیث شریف میں وارد ہے

مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا (ریاض الصالحین)

ترجمہ! اللہ تعالےٰ معاف اور درگزر کر دینے والے بندہ کا سوائے عزت کے اور کچھ زیادہ نہیں کرتا۔

یعنی جو بندہ معافی اور درگزر سے کام لیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے

خوشخبری

اس سال ادارہ نے جہاں اعلےٰ تعلیمی انتظام کے لئے شیخ وقت حضرت مولانا غلام محمد صاحب مدظلہ تلمیذ خاص حضرت شیخ الہند مرحوم و استاذ محدث وقت امیر جمعیۃ العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی کی خدمات حاصل کی ہیں۔ وہاں تبلیغ کے لئے علاقہ بہاولپور کے مشہور خوش بیان مقرر حضرت مولانا قمرالدین صاحب زید مجدہٗ سابق صدر مبلغ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی کی خدمات بھی حاصل کر لی ہیں۔ مولانا موصوف نے ہارون آباد میں رہائش اختیار کر لی ہے

المعلن :- محمد اشرف عفا اللہ عنہٗ مہتمم مدرسہ عربیہ (اشرف المدارس رجسٹرڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر)

تلاشِ گمشدہ

میرا خالہ زاد بھائی خیر محمد سکنہ داؤد جبل گھریلو جھگڑے کی بنا پر گھر سے چلا گیا ہے۔ موصوف کی خشخشی داڑھی اور دغیر اسلامی) رنگ سانولا قد درمیانہ اوپر کا ایک دانت سونے کا لگا ہوا ہے۔ عمر تقریباً ۳۰، ۳۵ سال کی ہوگی۔ اگر کسی صاحب کو ملے یا معلوم ہو۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔ اطلاع دینے والے کو کرایہ اور زادِ سفر دیا جائے گا۔ فقط ——

شبیر محمد غزنوی ایجنٹ ہفت روزہ "خدام الدین" سنہری محمد سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

مدرس کی ضرورت

مدرسہ دارالقرآن والحدیث موضع کلہال ضلع سرگودھا کے لئے ایک ایسے حافظ و عالم دین کی ضرورت ہے جو خطابت و امامت کی ذمہ داریاں بھی نباہنے کے لئے تیار ہوں۔ مدرس کا متاہل ہونا ضروری ہے۔ مذکورہ شرائط کے حامل فی الفور رابطہ قائم فرمائیں۔ تنخواہ کا فیصلہ بالمشافہ یا خط کے ذریعہ کیا جائے گا ان شاء اللہ

پتہ :- ملک شاہ محمد رحمانی جامعہ اہلحدیث غلہ منڈی ناندلیانوالہ

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے

صدیق احمد ماجد ــــ ملتان شہر

بنی نوع انسان کی ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک ہزاروں قومیں گزری ہیں۔ اور مختلف زمانوں میں جب اس دھرتی پر بسنے والے انسانوں نے شیطان کے بہکانے پر رحمٰن تعالیٰ کی بندگی سے منہ موڑا، اور غیروں کے در پر جھکنا شروع کر دیا، اور اس صفحۂ ہستی پر جب ہر طرف کفر و باطل کی گھٹائیں چھا گئیں۔ اور دنیا میں کوئی بھی خدا کا نام لینے والا نہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے بندوں کی اصلاح کے لئے انبیاء و مرسلینؑ بھیجے۔ جنہوں نے خدا کے نور سے تاریکیوں میں اُجالا کر دیا، سیاہ دلوں کو ایمان کی روشنی سے معمور و مسرور کر دیا۔ لیکن بہت سے انبیاء کو ناکامی بھی ہوئی۔ ان کی قوموں نے ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں ان کی پھبتیاں اڑائیں، ان کو جھوٹا اور کاذب کہا اللہ تعالیٰ کو اپنے فرستادہ بندوں اور آیات کی تکذیب پسند نہ آئی۔ تو ان پر قہر نازل کر دیا اور پلک جھپکنے کی دیر میں ان کی آباد و دلشاد بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد اور قومیں آباد کر دیں اور انبیاءؑ کے آنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ خدا کے دین کی تبلیغ ہوتی رہی۔ جن لوگوں نے خدا کے دین کو قبول کیا۔ انہیں آخرت کی آسائشیں مل گئیں اور جنہوں نے حق تعالیٰ کے فرستادہ بندوں کی تکذیب کی، تو ان کا حال بھی پہلی امتوں اور قوموں کی طرح ہوا ــــ موسےٰ علیہ السلام تشریف لائے، تو فرعون جو کہ اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا اس سے اَن بن ہوئی۔ خدا کے آگے اس نے سر تسلیم خم نہ کیا۔ تو اس کو اپنی فوج سمیت دریائے نیل میں غرق ہونا پڑا۔ اور ابنائے زمانہ کے لئے عبرت کا باعث بنا۔ خیر یہ تو رہی فرعون سے مقابلہ کی بات۔ اب ہم موسےٰ علیہ السلام کی امت کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس نے کہاں تک حُبِ خدا، حبِ دین اور حبِ رسول میں حصہ لیا۔ اس کی حبِ خدا، حبِ دین اور حبِ رسولؑ فقط اتنی تھی۔ کہ موسےٰؑ کی عدم موجودگی میں گئوسالہ کی پوجا کرنا شروع کر دی مصیبت و تکلیف کے وقت عیسےٰ علیہ السلام کے حواریوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حبِ رسولؑ پر اپنی جانوں کو ترجیح دی۔ لیکن قربان جائیں اس دو جہان کے سردارؐ۔ سید المرسلینؐ اور اس کی امت پر کہ جس نے اپنے تن، من، دھن کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ جس نے اپنی جان سے زیادہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جان کو پیارا اور محبوب سمجھا۔ جنہوں نے خدا کے دین کی حفاظت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیا۔ نبی کی نگاہ کے اشارے پر جان کی بازی ہار دی، خون کی ندیاں بہا دیں۔ مگر اُف تک نہ کی، سچ تو یہ ہے۔ کہ نبیؐ اگر انبیاء کا سردار ہے تو امت بھی امم کی سردار ہی ملی۔ جس نے خدا اور خدا کے حبیبؐ کی خوشنودی کے لئے سب کچھ وقف کر دیا۔ اس ضمن میں ہم مسلمانوں خدا کے آخری پیغمبرؐ کے نام لیواؤں کی جانثاری اور حبِ رسول کے چند واقعات درج کرتے ہیں

حضرت ابو بکرؓ کا جذبۂ ایمان اور حُبِ رسولؐ

(۱) غزوہ تبوک کا واقعہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "کون ہے جو خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کیلئے تیار ہے" یہ سننا ہی تھا۔ کہ سب صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق مال و اسباب آنحضرتؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ ان دنوں حضرت عمرؓ نے تجارت میں خوب نفع کمایا تھا۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ "اب کے خدا کی راہ میں مال قربان کرنے میں ابو بکرؓ سے سبقت لے جانا ہے۔ چنانچہ وہ آدھا مال لے آئے اور آنحضرتؐ کے قدموں میں ڈال دیا آنحضرتؐ نے پوچھا "کچھ گھر والوں کے لئے بھی چھوڑا ہے"۔ "جی ہاں! یا رسولؐ اللہ.. نصف گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ بھی اپنا تمام اثاثہ لے کر بارگاہِ رسالت میں آ پہنچے۔ آنحضرتؐ نے ابو بکرؓ سے بھی وہی سوال دوہرایا۔ آپؓ نے تبسم کے ساتھ کہا۔ خدا اور خدا کا رسولؐ:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

۲۔ جب حضرت ابو بکرؓ مشرف اسلام ہوئے۔ تو مصائب و آلام نے چاروں طرف سے احاطہ کر لیا۔ اس ہجوم مشکلات اور مصائب و آلام کے زمانے میں آپؓ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی۔ کہ "یا رسول اللہ تبلیغ حق اعلانیہ کی جائے" اس کے ایک دن بعد خود ہی خانہ کعبہ میں جہاں قریش کے بہت سے سردار جمع تھے۔ ان کو دیکھ کر آپؓ فرمانے لگے۔ "اے قریش! تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لئے اذیتیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہو کہ وہ ایک خدا کا نام لیتا ہے اور وہ ان بتوں سے نفرت کرتا ہے۔ جو اپنا نفع و نقصان بھی بالکل نہیں جانتے"۔ قریش کا یہ سننا تھا۔ کہ انہوں نے آپ پر گھونسوں اور ٹھوکروں کی بارش شروع کر دی اور اتنا پیٹا کہ آپ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپؓ کے خاندان والے اٹھا کر گھر لے آئے۔ تو نہ ہی درد کا اظہار کیا اور نہ ہی کسی معالج کو بلایا۔ زبان پر آیا تو صرف کیا آیا "رسولؐ اللہ کہاں ہیں۔ اس وقت جتنے لوگ موجود تھے۔ ان میں کسی کو بھی پتہ نہ تھا۔ کہ حضور کہاں ہیں۔ آخر حضرت عمرؓ کی صاحبزادی سے پتہ چلا کہ "فلاں شخص کے مکان پر رونق افروز ہیں"، فوراً اپنی والدہ کے سہارے چلتے ہوئے آستانۂ نبوت پر حاضر ہوئے۔ رُخِ انور پر نگاہِ شوق پڑتے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ اور سارا درد نظارۂ جمال کی نذر ہو گیا ــ

ابن نضرؓ کی جانثاری

جنگ اُحد میں گھمسان کا رن پڑا تو بڑے بڑے جری اور بہادروں کے پاؤں بھی جم نہ سکے اُدھر آنحضرت کی شہادت کی خبر نے اور بھی مسلمانوں کو حواس باختہ کر دیا تھا۔ حضرت انسؓ کے چچا ابن نضرؓ لڑتے لڑتے بہت آگے نکل گئے، کیا دیکھتے ہیں بعض ہتھیار پھینکتے ہوئے بہت غمگین و اُداس ہیں۔ پوچھا کیا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ "اب لڑنے سے کیا فائدہ جب آنحضرتؐ ہی شہید ہو گئے"۔ ابن نضرؓ نے یہ سُن کر کہا۔ "کہ ہم آنحضرتؐ کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔" یہ کہہ کر عقاب کی طرح دشمنانِ رسولؐ پر جھپٹے اور ان کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ آخر کار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اور جب ان کی لاش دیکھی گئی تو جسم پر اتنی نشان تلواروں، تیروں اور نیزوں کے تھے، لاش پہچانی نہ جاتی تھی۔ ان کی بہن نے بڑی مشکل سے انگلی دیکھ کر پہچانا۔

حضرت ابو دجانہؓ اور حضرت ابو طلحہؓ کی جانثاری

اسی جنگ میں جب حضورؐ دشمن کے نرغے میں گھر گئے۔ تو دو صحابی حضرت ابو دجانہؓ اور حضرت ابو طلحہؓ نے آپ کو اپنی حفاظت میں لے لیا اگر کوئی دشمن رسولؐ قریب آنے کی کوشش کرتا تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا جاتا۔ عبد اللہ بن امیہ جو کہ کفار مکہ کا نامی گرامی پہلوان، بہادر اور جنگجو تھا۔ اس نے آنحضرت کے قریب آ کر رُخِ انورؐ

پر تلوار ماری ۔ خود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں گھس گئیں ۔ ہر طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی ۔ تیر سے چمک رہے تھے ۔ انسانوں کے سر خون میں تیر رہے تھے ۔ کہ حضرت ابو دجانہ رضؓ سپر بن گئے ۔ اب جو تیر آتا تھا ۔ ان کی پیٹھ پر پڑتا تھا ۔ حضرت ابوطلحہ رضؓ تلواروں کے وار ڈھال پر روک رہے تھے ۔ ڈھال گر گئی تو تمام وار ہاتھ پر لئے اور اس طرح ان کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا مگر اللہ کی راہ میں مقبول ہو گیا ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی اثنا میں جب آنحضرت گردن اٹھا کر میدانِ کار زار کو دیکھتے تو حضرت طلحہ رضؓ کہتے ۔ یا حضرت صلعم آپ گردن نہ اٹھائیں ۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر روئے مبارک پر آ لگے ۔ غلام کا سینہ کس لئے ہے ۔"

زیاد رضؓ بن سکن انصاری کی جانثاری

جنگ احد ہی کا ایک اور واقعہ ہے ۔ کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ۔ تلواروں کی جھنکار سے زمین و آسمان سہمے جا رہے تھے ۔ سر تن سے جُدا ہو کر خاک و خون میں تڑپ رہے تھے ۔ تلواروں کی کاٹ سے کسی کا سر تن سے جُدا ہو کر گرتا تھا ۔ تو کسی کا بازو ۔ جدھر نظر اٹھتی تھی خون کے چھینٹے اڑتے ہوئے نظر آتے تھے کہ آنحضرت کی آواز گونجی ۔ " کون ہے جو محمد پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے ۔" حضرت زیاد بن سکن پانچ انصاریوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے ۔ اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ۔ آنحضرت صلعم نے لاش کو قریب لانے کے لئے فرمایا ۔ لوگ اٹھا لائے ۔ ابھی سانس جاری تھا ۔ حضرت زیاد رضؓ نے اپنے آپ کو حضور صلعم کے قدموں میں گرا دیا اور اسی حالت میں جان دے دی ۔ یہ تھی شانِ حبِ رسول ، امتِ محمدیہ کے جوانوں کی ، کیا ایسی مثالیں اقوام عالم میں کوئی دوسری قوم یا ملت پیش کر سکتی ہے ۔ ہرگز نہیں ۔

ایک انصاریہ کی رسول اللہ سے بے پناہ محبت

جنگِ احد میں ایک انصاریہ کے باپ بھائی اور شوہر سب شہید ہو گئے ۔ سب سے پہلے باپ کی شہادت کی خبر ملی ، پھر بھائی اور اس کے بعد شوہر کی ۔ لیکن وہ ہر بار ایک ہی سوال کرتی ۔ " رسول اللہ کیسے ہیں " ! لوگوں نے کہا ۔ " بخیریت ہیں " جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو چہرہ انور پر نظر پڑتے ہی پکار اٹھی کل مصیبۃ بعد ک جلل ۔ تیرے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں ، کیا اس سے بڑھ کر بھی محبت کی مثال ہو سکتی ہے ۔

حضرت بلال رضؓ کا خدا سے عشق

حضرت بلال حبشی ، امیہ بن خلف ایک دشمنِ خدا کے غلام تھے ۔ جب آپ رضؓ مشرف اسلام ہوئے تو وہ آپ رضؓ پر طرح طرح کے ظلم کرتا ، کبھی بوریہ میں لپیٹ ان کی ناک کو دھواں دیتا ۔ کبھی دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹاتا اور خود چھاتی پر پتھر رکھ کے بیٹھ جاتا ۔ کبھی کھنڈرے لڑکوں کے حوالے کر دیتا ۔ وہ آپ رضؓ کے گلے میں رسی ڈالکر پہاڑوں پر لے جاتے ، وہاں کبھی ان کو تپتی ریت پر پہروں لٹاتے تو کبھی لکڑی سے پیٹتے ۔ غرض آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جاتیں لیکن اسلام سے آپ نے مُنہ نہ موڑا ۔ ہمیشہ آپ رضؓ کے مُنہ سے

" اَحَدٌ " یعنی (خدا) ایک ہے " نکلتا ۔

آخر کار حضرت ابوبکر رضؓ نے آپ رضؓ کو خرید کر آزاد کر دیا ۔۔۔

حضرت خبیب رضؓ کا جذبہ ایمان

حضرت خبیب رضؓ آنحضرت کے ایک صحابی تھے جنگ اُحد میں انہوں نے ایک دشمن رسول صلعم حارث کو قتل کیا تھا ۔ ایک دفعہ آپ رضؓ گرفتار ہو گئے حارث کے بیٹوں نے باپ کا انتقام لینے کے لئے انہیں خرید لیا ، اور ایک کوٹھری میں بند کر دیا ۔ جہاں آپ رضؓ کو کئی دن بھوکا پیاسا رکھا گیا قتل والے دن گھر کا ایک بچہ چھُری سے کھیلتا ہوا اُدھر آنکلا ۔ بچہ آپ کو پیارا لگا ۔ آپ رضؓ نے بچے کو گود میں اٹھا لیا ۔ اچانک ادھر اس بچے کی ماں بھی آنکلی ۔ اس نے جو حضرت خبیب رضؓ کو بچہ اٹھائے دیکھا ۔ اور پاس چھُری پڑی ہوئی دیکھی ۔ تو اس نے سوچا " یہ وہی قیدی ہے جس کو ابھی قتل کر دیا جائے گا ۔ اور ہو سکتا ہے ۔ کہ یہ میرے لختِ جگر کو انتقام کی خاطر قتل کر دے ۔ اس خیال کے آتے ہی وہ چیخ مار کر بچہ کی طرف دوڑی حضرت خبیب رضؓ نے چیخ سن کر کہا ۔ " کیا تم یہ سمجھتی ہو ۔ کہ میں اس معصوم بچہ کو قتل کر دوں گا ۔ ہرگز ایسا نہیں مسلمان اتنا سنگدل نہیں ہوتا ۔" پھر حضرت خبیب رضؓ کے قتل کی تیاریاں ہونے لگیں ۔ آپ رضؓ کو ایک بڑے میدان ہی لایا گیا ۔ جہاں کفّار کا ایک بڑا ہجوم نظارے کے لئے موجود تھا ۔ کفار نے آپ سے کہا ۔ " اگر اسلام کو ترک کر دو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے ۔" آپ رضؓ نے جواب دیا ۔ کہ اسلام کے بغیر زندہ رہنے میں مزا ہی کیا ہے ؟

پھر کفار نے پوچھا " تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بتاؤ ۔" کہا " دو رکعت نماز پڑھنا چاہتا ہوں ۔" اجازت مل گئی ۔ جلدی سے دو رکعت نماز پڑھی اور قتل کے لئے تیار ہوتے ہوئے کہا ۔" میں نماز میں دیر لگاتا ۔ لیکن میں نے اس لئے جلدی کی ہے ۔ کہ تم نہ سمجھو کہ موت سے ڈرتا ہوں ۔

آخر آپ رضؓ کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا ۔ اور جسم کے ہر حصے پر نیزوں اور برچھیوں سے چرکے لگائے گئے ، اس طرح آپ نے جام شہادت نوش فرمایا ۔

کیا ایسی مثالیں اقوام عالم کی تاریخ میں امت محمدیہ کے سوا کہیں اور بھی مل سکتی ہیں ۔؟ نہیں ، ہرگز نہیں ۔۔۔۔ یہ سعادت صرف امت محمدیہ کے پروانوں کو حاصل ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بقیہ صـ۱۳ سے آگے

پندرھویں صدی والوں تک دین پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اللہ اور رسول کی مخالفت میں جو تحریکیں چل پڑی ہیں خدا ہمیں اُن کا قلع قمع کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ کہیں حدیث کا انکار ہے کہیں فقہ کا انکار ہے ۔ کہیں تصوف کا انکار ہے ۔ یہ اسلام پر اندرونی حملے ہیں ۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے والا معاملہ ہو رہا ہے ۔ جو ایسا کر رہے ہیں ۔ اللہ اُن کو تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ جہاں کمیونزم اور عیسائیت کی طرف سے بیرونی حملے ہیں ۔ وہاں یہ اندرونی حملے ہیں ۔ جو لوگ قرآن و حدیث کے مطالب بدلنے کی جرأت کر رہے ہیں ۔ وہ بھی دشمن اسلام ہیں ۔ اولاً حکومت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اُن لوگوں کو اس کارِ بد سے روکے ورنہ افراد قوم ہی یہ حق ادا کرنے پر مجبور ہوں گے ۔ لاہور میں رنگیلا رسول کے نام سے کتاب لکھی گئی ۔ سید عطا اللہ شاہ بخاری زندہ تھے ۔ وہ حضور صلعم کی شان میں گستاخی کیسے برداشت کر سکتے تھے فوراً میدان میں کُودے اور محمدی پروانوں کا خون گرما دیا ۔ انہوں نے اپنی ایک لاہور کی تقریر میں فرمایا مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت نہیں کر سکتا اگر کوئی حضور اکرم کی توہین کرے یا تو ہمارے ۔۔۔ والے کے کان چنانچہ گستاخانِ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا ۔ اس قسم کے مختلف واقعات ہندو پاکستان کے مختلف حصّوں میں ہو چکے ہیں ۔ ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ۔ حکومت کے اپنے فرائض ہیں لیکن جب کوئی اپنا فریضہ بھول جائے تو اس کو یاد دلانا ہی پڑتا ہے ۔

میں چاہے کتنا بھی نالائق ہوں ۔ مگر نسبت بڑوں سے ہے اور بڑوں کی موت نے ہم چھوٹوں کو بڑا بنا دیا ہے ۔

باقی ص ۱۲ پر

دیکھتے ہو نورالدین! یہی دو کُتّے مجھے تنگ کر رہے ہیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "فی الرؤیت"

مرتبہ :- محمد شریف کالے منڈی ملتانی

دو فرنگی

چھٹی صدی ہجری میں شام کے ساحل پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان خونریز جنگیں ہو رہی تھیں۔ ایک طرف یورپ کی تمام ٹرینڈ فوجیں تھیں اور دوسری طرف دمشق کا مردِ مجاہد سلطان نورالدین اپنے چند ہزار فداکاروں کے ساتھ کفر کے اس سیلاب کو روکنے کے لئے کھڑا تھا۔ اس نے خلفاء بغداد و مصر کو خدا کا واسطہ دے دے کر امداد طلب کی مگر کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ آخر اس نے خداوند عالم کی ذات بابرکات پر بھروسہ کر کے عیسائیت کے طوفان کو روکنے کا تہیہ کر لیا۔ یافہ، عکہ اور بیروت پر خوب معرکے ہوئے اور ہر بار اللہ والوں کا پلڑا بھاری رہا۔ عیسائیوں نے سوچا کہ اگر بانیٔ اسلام کا وجود مقدس ہی مدینہ طیبہ سے اڑا لائیں تو انہیں اپنے مذہب کے بارے میں جو خوش فہمیاں ہو رہی ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ ان کے ذہنوں میں اپنے نبی سے متعلق حیات بعد الممات کا جو عقیدہ جما ہوا ہے وہ مٹ جائے گا۔ اور وہ اس جوش و خروش سے نہیں لڑ سکیں گے جیسا کہ اب لڑتے ہیں۔ چنانچہ دو عیسائیوں کو بہت ساز و سامان دے کر مدینہ عالیہ روانہ کیا گیا۔ یہ فرنگی مغربی حاجیوں کے لباس میں مدینہ منورہ وارد ہوئے شہر کے فقراء و مساکین میں بہت سی رقم بطور خیرات کے تقسیم کی حرم نبوی کے شیخ اور خدام کو بھی بہت کچھ نذر کیا اور نہایت عقیدت اور عاشقانہ وارفتگی سے مسجد نبوی میں ایام بسر کرنے لگے۔

سُرنگ :-

جب اہل مدینہ پر ان فرنگیوں نے اپنی ریاضت عبادت اور عشق رسولؐ میں سرشاری کا سکہ جما لیا تو پھر وہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے حجرہ شریف کے ساتھ شمالی جانب امہات المومنین کے جو مکانات تھے۔ وہ داخل مسجد ہو چکے تھے صرف جنوبی طرف کے مکانات قریب پڑتے تھے جو دار عشرہ مبشرہ کے نام سے مشہور تھے انہوں نے قبلہ کی دیوار کے قریب ترمکان کرایہ پر لے لیا اب ان کے راستے میں اور کوئی مشکل حائل نہ تھی۔ ان بدبختوں نے وجود گرامی کو قبر شریف سے نکا لنے کے لئے اس مکان سے سُرنگ کھودنی شروع کی، رات کو کھودتے اور صبح سویرے مٹی مشکوں میں بھر کر بقیع میں لے جا کر پھینک دیتے پھر ان مشکوں کو پانی سے بھر لیتے اور دن بھر جنت البقیع اور قباء وغیرہ کی زیارت گاہوں میں گھوم گھوم کر پانی پلاتے اگر کوئی ان سے حال دریافت کرتا تو انتہائی مسکینی سے کہتے کہ

ہم تو محض اس لئے ترک وطن کر کے یہاں آئے ہیں۔ کہ جوار رسولؐ میں رہ کر عبادت و اطاعت الٰہی میں زندگی بسر کریں" مدینہ کے لوگوں نے جب ان کی پرفریب عشق رسولؐ کی سرشاری خیرات و صدقات اور انہیں قباء وا حد تک مشکیں بھر بھر کر پانی پلاتے دیکھا تو ان کے گرویدہ ہو گئے ہر محلہ اور ہر گھر میں ان کے محبت رسولؐ کا چرچا ہونے لگا اور کسی کو یہ گمان تک نہ ہو سکا کہ اس زہد و ریاضت کے پردہ میں شیطان اپنی پوری قوت سے کام کر رہا ہے اور یہ دو عاشقان رسولؐ بد باطن فرنگی ہیں۔ اور حضرت کے وجود مقدس کو منتقل کرنے کی غرض سے اپنے لیل و نہار سرنگ کھودنے میں بسر کر رہے ہیں۔ ملکہ جوں جوں دن گزرتے گئے۔ ان کی نیکی اور پرہیزگاری کا چرچا بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سرنگ کھودتے کھودتے حجرہ شریف تک جا پہنچے

خواب

انہی ایام میں ایک رات سلطان نورالدین نے خواب میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دو گورے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں "اے نورالدین! مجھے یہ دو کتے تنگ کر رہے ہیں اور تو بے خبر سو رہا ہے!" سلطان گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ صبح کو علماء فضلا کو طلب کر کے ان سے تعبیر پوچھی۔ مگر کسی پر اصل کیفیت منکشف نہ ہو سکی۔ سلطان نے شہر کے فقراء و مشائخ کو بلا کر صدقہ دیا اور بہت کچھ خیرات کی سارا دن حضور کی ذات گرامی پر درود پڑھتا رہا۔ رات ہوئی تو پھر حضورؐ کی زیارت ہوئی اور دو فرنگی چہرے دکھا کر ارشاد کیا۔

"نورالدین دیکھتا نہیں۔ مجھے دو کتے
ستا رہے ہیں؟

بادشاہ کی شدت خوف سے چیخ نکل گئی بستر سے اُٹھ کر فوراً وضو کیا اور مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے کہنا شروع کیا۔

"اے لولاک کے غلام آپ کے ارشاد کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ صاف صاف بتایئے کہ آپؐ غلام سے کیا چاہتے ہیں۔

محل سرائے سلطانی میں ایک کھلبلی سی مچی ہوئی تھی بیگمات اور خادمائیں سلطان کے اس گریہ پر دل ہی دل میں گھلی جاتی تھیں۔ امراء اور مشائخ الگ اندوہناک تھے۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ سلطان نے صبح کو پھر علماء اور مشائخ کو طلب کیا اور وزراء سے مدینہ طیبہ کی بابت پوچھا، سب نے یہی جواب دیا کہ حجاج اور زوار جو اس ارض پاک سے آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ آباد اور پُر رونق ہے۔ روضہ مطہرہ اور مسجد نبویؐ پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے کوئی حادثہ سننے میں نہیں آیا۔ سلطان نے پھر خزانے کے دروازے کھلوا دیئے اور شہر و مضافات کے محتاجوں اور مسکینوں کو بلا کر مالا مال کر دیا مساجد میں چراغاں کئے گئے اور ذاکرین کی مجلسیں مرتب کی گئیں۔

رات کو دیر تک ورد و اذکار میں مصروف رہا اور بستر پر سونے کے لئے نہ گیا۔ بلکہ جائے نماز پر پڑا رہا مگر جونہی اونگھ آئی کیا دیکھا سرکار دو عالم سامنے کھڑے ہیں اور دو فرنگیوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں

دیکھتے ہو نورالدین! یہی دو کُتّے
مجھے تنگ کر رہے ہیں؟

نورالدین فوراً چونک پڑا۔ کہا۔ ہو نہ ہو مدینہ طیبہ میں ضرور کوئی حادثہ گزرا ہے۔ مو گری اُٹھا کر گھڑیال پر ماری۔ جس پر خادمائیں اور بیگمات دوڑ کر آ گئیں۔ سلطان نے ایک خواجہ سرا سے فرمایا۔ کہ ابھی میرے وزیر جمال الدین موصلی کو اطلاع کرو۔ کہ علی الصباح بیس سواروں کے ساتھ میرے ہمراہ مدینہ منورہ جانے کے لئے تیار رہے۔ صبح صادق طلوع ہوئی تھی سلطان نے غسل کر کے کپڑے بدلے صبح کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی، اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر ہمراہیوں کے ساتھ ارض مقدس کو روانہ ہو گیا

سلطان مدینہ میں

دشمن سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے نبوی

تبوک سے خیبر سلطان اڑتا چلا جا رہا تھا۔ اگرچہ علامہ جمال الدین موصلی بہت جفاکش اور بہادر سپاہی تھا۔ مگر وہ گھوڑا ساتھ نہیں ملا سکتا تھا، سرباز اور جاں نثار ہمراہی بھی پیچھے گرد پھانکتے چلے آ رہے تھے۔ راستے میں گھوڑے بدلتے رہے مگر سوار نہ بدلے، مہینوں کا سفر دنوں میں اور دنوں کا گھنٹوں میں طے کرتے زمین کی طنابیں [illegible] رسول کریم کے سچے پروانے سولہویں دن بلا اطلاع مدینہ مبارک آ پہنچے داڑھی خاک میں اٹی ہوئی تھی چہرے غبار آلود ہو رہے تھے لباس پر کئی تہیں جم رہی تھیں۔ ادب کا تقاضا تھا کہ نہا دھو کر باریاب ہو۔ مگر دل بیقرار تھا۔ آنکھیں چاہتی تھیں کہ ایک لمحہ کی بھی توقف نہ ہو۔ گھوڑوں کو جبل سلع کے قریب نفس ذکیہ کے آستان پر چھوڑا اور خود اسی ہیئت کذائی سے روضہ اطہر پر جا پہنچا۔ مسجد نبوی اور حجرۂ شریف کو بخیر و خوبی دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا مگر طبیعت فکر مند تھی شیخ الحرم کو بلا کر روضہ مبارکہ اور شہر کے حالات دریافت کئے اس نے تسلی دی مگر دل تو تین راتوں تک حضور کا عتاب آمیز فرمان سن چکا تھا۔ اُسے سکون کیسے ہوتا۔ شہر کے محلہ محلہ سلطان کے اس طرح بلا اطلاع آنے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ حاکم شہر گھبرا کر دوڑا دوڑا آیا اور اس طرح یکایک تشریف لانے کا سبب پوچھا تو سلطان نے تنہائی میں لے جا کر سارا ماجرا کہہ سنایا امیر نے عرض کی کہ جو دو چہرے جناب کو خواب میں دکھائے گئے ہیں۔ کیا آپ انہیں پہچان لیں گے سلطان نے کہا کیوں نہیں جن شکلوں کو میں مسلسل تین راتوں تک دیکھتا رہا ہوں۔ وہ کیسے بھول سکتا ہوں؟ امیر نے کہا اس کی آسان صورت یہ ہے کہ آپ مسجد نبویؐ میں جا کر بیٹھ جائیں میں سلام اور ملاقات کے بہانہ سے مدینہ طیبہ کے تمام آدمیوں کو سامنے گزار دوں گا یہ تجویز سلطان کو بہت پسند آئی چنانچہ اس نے جلدی جلدی غسل کیا اور کپڑے بدل کر مسجد نبویؐ میں آ بیٹھا۔

انکشاف

مدینہ منورہ کے باشندے آنے شروع ہوئے سلطان ہر شخص سے اس کے مرتبے کے موافق سلوک کرتا رہا۔ ہزارہا روپے ان میں خیرات و صدقات کے طور پر تقسیم کئے آمد و رفت کا سلسلہ ظہر تک جاری رہا۔ مگر ان میں سلطان کو وہ آدمی نظر نہ آئے پوچھا کیا اور کوئی شخص باقی نہیں رہا؟ امیر نے کہا تمام آدمی حاضر ہو چکے ہیں صرف دو مغربی حاجی نظر نہیں آ رہے۔ میرا خیال ہے وہ جنت البقیع میں لوگوں کو پانی پلاتے پھر رہے ہوں گے۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کو طلب کر لیا جائے فرمایا کہ ہاں امیر نے ایک آدمی ان کے بلانے کی غرض سے روانہ کیا اتنی دیر میں کہ وہ آئیں۔ اہل مدینہ میں سے ان لوگوں نے جو اس شیطانوں کے زیر بار احسان تھے ان کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کئے، جب وہ پیش ہوئے تو سلطان جو گھڑی بھر سے ان کے عشق رسول کے افسانے شمع نبوت پر مٹنے والے، زہد و ورع، روضہ رسولؐ کی جالیوں سے گھنٹوں چمٹے رہنے والوں کی تعریفیں سن رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ نگاہیں ان کے چہروں پر اس طرح جمیں کہ ٹک کر رہ گئیں۔ امیر نے پوچھا کیوں ان میں کوئی خاص بات نظر آئی سلطان بولا صدق اللہ و صدق رسول النبی الکریم۔ اے عزیز مجھے سچے خدا کے سچے رسول نے تین رات انہی دو آدمیوں کا چہرہ دکھایا ہے۔ مگر یہ جاننے کے باوجود سلطان نے احترام کے ساتھ ان سے ہاتھ ملایا۔ اور گفتگو شروع کی باتیں کرتے کرتے سلطان کھڑا ہو گیا اور ان کے ساتھ اس گھر میں گیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ سلطان نے کھوج لگانے کی بڑی کوشش کی مگر کوئی خاص بات نظر نہ آئی مایوس ہو کر جب واپس لوٹنے لگا تو فرش کے نیچے کوئی چیز ہلتی معلوم ہوئی فرش کو اٹھوایا تو نیچے لکڑی کا ایک تختہ نظر آیا اُسے ہٹایا تو اندر سرنگ دکھائی دی۔ جو حجرہ شریف کی طرف کافی دور تک کھودی جا چکی تھی اسی وقت دونوں فرنگیوں کو گرفتار کر لیا اور فرمایا کہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو اور یہ کیا کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ

"ہم اپنی حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجے گئے تھے کہ رسول عربی کی نعش کو نکال کر روم میں لے جائیں"

بجلی کی طرح یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی، سارے کے سارے روضہ مبارکہ پر جمع ہو گئے ایک قاری نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی۔

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ: تم ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں۔ اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے تمہارے ساتھ پہلے چھیڑ شروع کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ پس اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

غصے سے سلطان کی آنکھیں شعلہ جوالہ بن رہی تھیں اس آیۂ کریمہ نے اس پر مہمیز کا کام کیا۔ حکم دیا کہ حجرۂ شریف کے قریب ہی ان بدبختوں کو قتل کر دو۔ چنانچہ وہ نابہنجار حجرہ شریف کے قریب ہی قتل کر دیئے گئے۔

سلطان دیر تک اللہ کے اس انعام پر روتا رہا۔ اس کے اللہ نے اس کام کے لئے اُسے ہی پسند فرمایا۔ "ورنہ اگر سرکار مدینہ کی طرف سے اس امر کی ایک غریب حبشی نژاد کو اشارہ ہوتا۔ تو وہ بھی ان کمبختوں کو ٹھکانے لگا سکتا تھا مگر یہ اللہ رب العزت کا ہی فیض ہے کہ اس نے اس کام کے لئے سلطان کو ہی منتخب فرمایا اور پھر اس خدمت کو بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی سلطان نے حجرہ شریف کی دیواروں کو ہر طرف سے کھدوا کر ان میں سیسہ پلوا دیا تاکہ آئندہ پھر کسی کو ایسی غلط کاری کی جرأت نہ ہو۔ چنانچہ سیسے کی دیوار اب تک روضہ اقدس میں موجود ہے۔

ماخذ
(از تصنیف مولانا نور احمد)

بقیہ صفحہ ۱ سے آگے

ع گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ

لہذا میں آپ حضرات کے سپاسنامے کو بصد شکریہ قبول کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بزرگوں کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ ہم سب کو اُن کے نقش قدم پر چلائے۔ اور اُن کی تعلیمات چار دانگ عالم میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دیوبند کا ایک ٹکڑا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی کا اساتذہ و طلبائے کرام سے خطاب

مرتبہ:- محمد عثمان غنی بی اے، واہ کینٹ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے اساتذہ و طلبائے کرام سے مورخہ ۳ر جون بروز سوموار دارالعلوم کے وسیع دارالحدیث میں مندرجہ ذیل خطاب فرمایا:

بزرگان محترم و معزز حاضرین اساتذہ و طلبائے کرام و استاذی الکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب! اس مدرسہ میں دوسری مرتبہ حاضری کا موقع ملا ہے۔ حرمین الشریفین کی نیک ساعتیں گزارنے کا شرف حاصل ہوا ہے میری زندگی کے لئے یہ بہترین لمحات تھے ؎

گزاری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں
انہی کی یاد میری زندگی ہے

آج میں کھڑے ہو کر اُن گزرے ہوئے لمحات کو یاد کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ کل کو یہ بھی ماضی میں شامل ہو جائیں گے۔ ہر چیز آنی جانی ہے۔

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اس دنیا کے اندر تاریخ میں اپنا نام زندہ چھوڑ گئیں۔ جانا سبھی کو ہے۔ نیک کو بھی۔ بد کو بھی۔ اچھے کو بھی بُرے کو بھی۔ یہاں سے دارالبقا کی طرف سب کو سفر کرنا ہی ہے۔ لیکن کچھ ایسے واقعات بھی گزر جاتے ہیں۔ جن کی یاد مستقبل کے اوراق میں زندہ رہتی ہے۔ بعض اقوام اس طرح آئیں۔ اور گزر گئیں کہ آج بھی اُن کا نام زندہ ہے ؎

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل
گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند

اکثر افراد و اقوام کے نام نَسْيًا ..... مَنْسِيًّا اور هَبَاءً مَّنْثُورًا ہو گئے۔ میں فخر سے کہتا ہوں۔ کہ گزرے ہوئے لمحات کی یاد تازہ ہو رہی ہے۔ آج میں اپنے بھائیوں میں اپنے آپ کو پا کر خوش ہوں مچھلی پانی میں پہنچ کر خوش ہوتی ہے اور بے آب بے قرار ہوتی ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ دارالعلوم دیوبند سے تقسیم کے بعد ہمارا سلسلہ کٹ گیا۔ دوسرے مدارس دینیہ کی زیارت بھی ہمارے لئے مشکل ہو گئی۔ کچھ تھوڑا سا دل کو جو سرور ہوتا ہے۔ تو وہ اس ملک کے اندر مدارس دینیہ کو دیکھ کر ہی ہوتا ہے۔ پاکستان میں مدارس دینیہ کا وجود نایاب تھا۔ مگر اب اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ۔ لاہور میں جامعہ اشرفیہ اور ملتان میں کئی مدارس ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدارس دینیہ کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اگر ان علوم دینیہ کا نام کوئی لیتا ہے۔ تو وہ علمائے حق ہیں۔ اگر الحاد و زندقہ کے سیلاب میں کوئی بند لگا سکتا ہے تو وہ بھی علمائے ربانی ہیں۔ گمراہی اور فسق و فجور سے نبرد آزما ہونے والوں کو علمائے کرام اور اولیائے عظام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ علمائے کرام

اپنے اپنے مقام پر جو جو کام بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن اُن کا مشن وہی ہے۔ جو انبیاء کا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے کام میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔ حقیقت میں یہی لوگ ہیں۔ جن کے قدسی نفوس واقعی ملت کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ كَثَّرَ اللّٰهُ اَمْثَالَهُمْ ہم فخر سے کہتے ہیں۔ کہ ایشیا کے اندر دارالعلوم دیوبند کو اللہ نے یہ شرف بخشا ہے۔ کہ جا بجا اس کے فیض جاری ہیں۔ بے شک جامعہ ازہر سب سے پرانی یونیورسٹی ہے۔ اور خدا اُس کو بھی سلامت رکھے مگر دارالعلوم دیوبند سے ازہر کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے شیوخ، تلامذہ اور نام لیواؤں کو اللہ نے نصیب فرمایا ہے۔ وہ ازہر کو بھی نصیب نہیں ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اس دارالعلوم حقانیہ کو قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے دارالعلوم دیوبند ہی بنا دیا ہے۔ اگرچہ زمین کا ٹکڑا مختلف ہے۔ تاہم روحانی رشتہ اُسی سے قائم ہے۔ نزدیک و دور کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ ذہن، قلب اور خیالات کی ہم آہنگی سے ہم کو کام ہے روحانی رشتہ اتنا قوی ہے کہ سنگ و میل کی چاہے کتنی ہی مسافت ہو۔ اُس کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے لئے قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ کے نام لیوا ہم سے جدا نہیں ہیں۔ وہ ہم سے قریب ہیں ہم جہاں بھی رہیں۔ ہمارا تعلق دیوبند سے ہے میں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہم العالی سے استفادہ کیا ہے مجھے فخر ہے۔ خدا اُن کو سلامت رکھے۔ اور اُن کے فیوض سے آپ لوگوں کو مستفید فرمائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جسے اخلاص اور استقامت کے دو پر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ تو وہ آسمان پر اُڑنے لگتا ہے آپ کا ستارہ بھی آسمان پر چمکتا ہے۔ اور خدا اس کو اور بھی چمکائے۔ یہاں آنے کا شوق رہتا ہے اور آ کر خوشی محسوس ہوتی ہے۔ جانے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن پھر واپسی کی امید لے کر جاتا ہوں۔ جو پھر آنے کی تمہید ہے۔ جذبات صادقہ اور حقہ میں ساتھ ہیں۔ اگر میں نے اس مدرسہ میں استفادہ نہیں کیا اس جگہ بھی یہ ہستی قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کر رہی ہے۔ اس لحاظ سے میں اس کو دیوبند کا ایک ٹکڑا خیال کرتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو اس درسگاہ کا ایک شاگرد اور نالائق طالب علم تصور کرتا ہوں مجھے شرم آ رہی ہے۔ کہ اپنے بزرگ استاد کے سامنے کلمات کہہ رہا ہوں۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو مزید توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے نیکی کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔ دارالطلبہ جو زیر تعمیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ مسجد بھی جلد مکمل ہو۔ اور یہ جگہ مرکز اسلام کا کام دے۔ بے شک مرکز اسلام خانہ کعبہ ہے مگر جہاں بھی دین کی خدمت ہو وہ مرکز اسلام کا ایک حصہ ہے۔ سردار نجیب اللہ خاں سفیر افغانستان نے دیوبند میں حاضر ہو کر کہا تھا۔

"ہندوستانیوں اور ہم افغانیوں کے لیے حجاز اور خانہ کعبہ قبلۂ عبادت ہے۔ مگر دیوبند قبلۂ علمی ہے" میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ اکوڑہ خٹک کا دارالعلوم میرے لیے قبلۂ علمی کی حیثیت رکھتا ہے

؎ جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا (اقبال)

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو الحاد و زندقہ کے سیلاب میں بند باندھنے کی توفیق عطا فرمائے اس چشمہ صافی سے فیض یاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے بزرگوں کا مسلک دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیرھویں صدی والوں نے ہم چودھویں صدی والوں تک دین پہنچایا۔ ہم کو خدا چودھویں صدی سے

باقی بر صفحہ

خادم کیتھلی ملتان

"دل کا اطمینان کس چیز میں ہے"؟

مضمون نگار نے "دل کا اطمینان کس چیز میں ہے" کے عنوان سے اپنے ذہن میں ایک مجلس مباحثہ ترتیب دی ــ مباحثہ میں کن کن لوگوں نے حصہ لیا۔ اور کس کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ــ آپ خود پڑھ لیجئے ــ (نذر محمد انور)

بشیر احمد

صدر محترم اور معزز حاضرین!

ہماری زندگی پریشانیوں کا ایک لمبا چوڑا مجموعہ ہے۔ میں اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ہم لوگوں پر غم کے بادل کیوں چھائے رہتے ہیں۔ انسان مصائب و آلام کے پہاڑ تلے کیوں دبا رہتا ہے اور وہ پریشانیوں کی چکی میں کیوں پستا ہے۔ آخر زندگی میں سکون کیوں نہیں؟ امن و راحت اور دل کا اطمینان کیوں نہیں۔ یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ راحت نہیں تو زندگی کا مزہ نہیں۔ دل کا اطمینان نہیں تو حیات کا لطف بیکار ہے۔ میں بڑے غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ بے اطمینانی در اصل دولت کی کمی کا سبب ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے اکثر ممالک غربت کا کس قدر شکار ہیں۔ ہزاروں انسانوں کو زندگی کی آسائش اور آسودگی کے سامان میسر نہیں۔ فاقے کا عالم، کھانے پینے کی تنگی، تنگ دستی اور افلاس، نہ کوئی آرزو پوری ہو سکتی ہے اور نہ کوئی امید بر آ سکتی ہے۔ گھر ہسپتال بنے ہوئے ہیں۔ بچے بھوکے ننگے، چولھا ٹھنڈا، قرض کی بھرمار، اولاد کی تعلیم کا مسئلہ۔ الغرض اتنے بے شمار خطرات انسان کو اطمینان کا سانس کیسے لینے دے سکتے ہیں۔ رنج و غم کے لاتعداد بھوت جو انسانی زندگی سے بری طرح چمٹ رہے ہیں دل کو اطمینان کی نعمت کیسے عطا کر سکتے ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ انسان کے دماغ کا توازن کھو بیٹھے گی اور دل کو پوری طرح پریشانی کا اڈہ اور غموں کا مرکز بنا کر رکھ دے گی۔ میری رائے میں دل کا اطمینان محض "دولت" پر ہے۔ آپ تصور تو کیجئے دولت موجود ہے تو زندگی کی تمام ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ کھانے کو منہ چھوٹ عمدہ اور بہترین غذائیں پہننے کو ایک سے ایک قیمتی کپڑا، کوٹھی، ریڈیو، کار اور بچے اتنے صاف ستھرے جیسے باغ کی تیتریاں، گھر میں وہ نفاست جیسے باغِ فردوس۔ تعلیم کا مسئلہ بھی حل ہو رہا ہے۔ تجارت میں بھی سرمایہ لگ رہا ہے پیسہ ساون کے مینہ کی طرح برس رہا ہے۔ بنک میں بے مقدار دولت اوپر نیچے جمع ہوتی جا رہی ہے۔ ایسی قابلِ رشک زندگی کا تصور تو کیجئے۔ چہرے سیب کی طرح سرخ، ناک چقندر کی طرح لال، آنکھیں فرطِ مسرت سے چڑھی ہوئی۔ جسم ہاتھی کی طرح بھاری بھرکم ہونٹوں پر مسکراہٹ کے چشمے رواں، خود بخود ہنسنے کو جی چاہتا ہے۔ دل کا غنچہ سدا بہار پھول بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ کیجئے ایسی پر امن اور خوشگوار زندگی میں دل کا اطمینان کیوں نصیب نہ ہو گا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگیاں مطمئن ہوں، ہمارے سینوں میں دھڑکتے ہوئے دل اطمینان کی دولت سے لبریز ہوں تو ہمیں "دولت" حاصل کرنے کی آرزو کرنی چاہئے۔

صاحب صدر! میں آخر میں ایک بار پھر اپنی رائے کو دہراتا ہوں اور اس کی صداقت پر اطمینان کا اظہار کرتا ہوں کہ دولت ہے تو دل کا اطمینان ہے ورنہ انسان کی زندگی حادثوں کا غار، اور مصیبتوں کا ایک آتش فشاں پہاڑ ہے۔

نذیر احمد

معزز صدر اور حاضرین کرام!

بشیر احمد نے اپنی تقریر میں ایسی ایسی باتیں کیں کہ کئی مقامات پر تو میں اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔ انہوں نے شروع میں فرمایا ہے کہ میں بڑے غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دل کا اطمینان "دولت" میں ہے۔ مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ اتنے بڑے غور و فکر کے بعد وہ ایسے نتیجے پر پہنچے جو سوائے حیرت کے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ میں صاحب صدر کی وساطت سے اپنے فاضل دوست مسٹر بشیر احمد سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کا یہ دعویٰ کہ اطمینان کا تعلق محض دولت سے ہے صحیح ہے تو وہ مجھے بتائیں کہ دنیا میں کتنے دولت مندوں کو دل کا اطمینان حاصل ہے۔ ان کے خیال کے مطابق تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ دنیا کے تمام غریب پریشان ہیں اور دنیا کے تمام دولت مند مطمئن! لیکن میری گستاخی معاف! حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے۔ دولت عیش و عشرت کے سامان تو پیدا کر سکتی ہے۔ دولت ریڈیو، کار، بنگلہ اور ملازم تو دے سکتی ہے، دولت ملیں، کارخانے اور فیکٹریاں تو چلوا سکتی ہے۔ دولت بنک میں روپے کی مقدار تو بڑھا سکتی ہے لیکن یاد رکھئے دل کا اطمینان دولت کے بس کی چیز نہیں۔ دولت کی ڈبیا میں اطمینان کا چمکدار موتی آپ کو نہ ملے گا میں دعویٰ کرتا ہوں اور آپ کا دل اس بات کی گواہی دے گا کہ بعض مواقع ایسے آتے ہیں جب دولت مند، غریب کے مقابلے میں زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔ دولت بے شمار جھگڑوں کی جڑ ہے ــ زمین کا جھگڑا، جاگیر کا جھگڑا، فصل کا جھگڑا تجارتی لین دین کا جھگڑا، روپیہ ڈوبنے کا اندیشہ، دیوالہ نکلنے کا خوف، چوری اور ڈاکے کا خطرہ، قتل کا ڈبکا۔ یہ تمام برکتیں محض دولت کی ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ بعض دفعہ دولت مندوں کو رات کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں جب کہ ایک غریب مزے کی نیند سوتا ہے دولت کو یہ ڈر ہے کہ اگر اناج کا بھاؤ ایک روپیہ کم ہو گیا تو دس ہزار من گندم سے اسے دس ہزار روپے کا نقصان ہو گا لیکن غریب دو روٹیاں کھا کر اور ٹھنڈا پانی پی کر اس فکر سے فارغ اور اس خطرے سے آزاد ہیں۔ آپ عدالتوں میں دیکھئے اٹھانوے فی صدی مقدمے ان کم بخت دولت کے جھگڑوں سے پُر

ہوتے ہیں۔ میں صاحب صدر کی خدمت میں بکمال ادب عرض کروں گا کہ میرے فاضل دوست مسٹر بشیر احمد اور ان کے ہم خیال احباب سے فرمائیں کہ کیا وہ اسی دولت کو اطمینانِ قلب کا سبب سمجھتے ہیں جو دنیا کے تمام فسادوں کی جڑ ہے۔ فسادات ہی نہیں بلکہ تمام برائیاں، جرائم اور گناہ بھی انسان اسی دولت سے خریدتا ہے۔ شراب، جوا، حق تلفی، غصب، غبن الغرض ایسی ہزاروں خرابیاں اسی دولت کا نتیجہ ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ دولت اطمینان بخشتی ہے اس سے پوچھئے کہ وہ دولت جو انسان کو بعض دفعہ مجرم بنا دیتی ہے کیا ایک مجرم کے ضمیر کے بارے میں اطمینانِ قلب کا حکم لگانے میں وہ شخص حق بجانب ہے؟ الغرض میں اس نظریئے کی پُر زور تردید کرتا ہوں۔ اب مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ اطمینان دل کس بات پر موقوف ہے میرے خیال میں "عزت اور بڑے عہدے" انسان کو دلی اطمینان بخشتے ہیں کیونکہ بڑا عہدہ انسان کو عزت عطا کرتا ہے۔ اس کی آمدنی بھی معقول ہوتی ہے جو اس کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتی ہے اور وہ زندگی کی اس اسٹیج پر ہوتا ہے۔ جہاں کامیابی اور ترقی اس کے قدم چومتی ہے۔ کامیابی اور ترقی کا احساس ایک ایسی مسرت کو جنم دیتا ہے جو دل کے اطمینان کا سبب بنتی ہے۔ پس اگر کوئی دل کے اطمینان کا طالب ہے تو اسے اعلیٰ عہدوں اور وسیع عزت کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔

رشید احمد

باوقار صدر اور بزرگان اسلام!

اس ایوان کے سامنے دو مقرر اصحاب تشریف لا چکے ہیں اور مقررہ عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں۔ ایک صاحب "دولت" کو اطمینان دل کا سبب قرار دیتے ہیں اور دوسرے صاحب "اعلیٰ عہدوں" پر اس اطمینان کی بنیاد رکھتے ہیں۔

نذیر صاحب نے کتنی دلکش تردید شروع کی تھی۔ انہوں نے "دولت" کے بُرے پہلو پیش کر کے میری ناقص رائے میں بڑی دیانت داری سے کام لیا ہے لیکن نہ معلوم ان کی زبان "دولت" کے لفظ سے پھسل کر عہدہ داری پر کیوں آ گئی اور عہدہ داری کی دلدل میں ایسی پھنسی کہ مضمون ختم ہو گیا اور زبان دھنس کر پھر نہ ابھر سکی۔ انہوں نے عہدہ داری اور عزت کا پیوند جوڑ کر بڑی گول مول بات کہہ دی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ عہدے اور عزت کا رشتہ کیا ہے؟ وہ عزت کتنی پائدار ہو سکتی ہے جو عہدے کی ریتلی دیوار پر قائم ہے۔ سورج چڑھا پوجا شروع ہو گئی سورج غروب پجاری رخصت، گُڈی چڑھی تو تحسین کے نعرے بلند، پتنگ کٹی تو بھیڑ چھٹی۔ کیا عزت، کیا اس کا آغاز اور کیا اس کا انجام۔ ساون کی دھوپ کبھی نکلی اور کبھی غائب ہوئی۔ بادل کا سایہ اب یہاں، اب وہاں۔ اگر یہ مقرر صاحب عزت کو قومی ناموری سے منسوب کر دیتے تو خیر وہ بات معقول بھی ہوتی اور قابلِ غور بھی۔ اس لئے صاحب صدر! میں فاضل مقرر کے لفظ "عہدہ داری" ہی کو اپنی بحث کا مرکز بناتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ "عہدہ داری" اطمینانِ قلب کا سبب ہے میرا خیال ہے کہ عہدہ داری جتنی بڑی اونچی ہو گی اتنی ہی پریشانی کا موجب ہو گی۔ بلکہ اس کا حصول ہی اچھا خاصا قیامت خیز ہو گا۔ آج کل چھوٹی سی ملازمت کے لئے کیا کیا تگ و دو نہیں کرتے جائز و ناجائز کوششیں، سفارش، گزارش، اس کوشش کو میٹھا کرنے کے لئے اچھی خاصی مقدار گُڑ کی ڈالتے ہیں۔ اسی سے بڑے بڑے عہدوں کے لئے دوڑ دھوپ کا اندازہ کر لیجئے۔ ہم نے مانا کچھ مقامات ان آلودگیوں سے پاک رہتے ہیں لیکن مسئلہ تو تمام کائنات کے متعلق ہے نہ کہ محدود اور پھر یہ اقتدار کی رسہ کشی اور کرسی کی جنگ تو ایسی مہلک بیماری ہے کہ خدا کی پناہ لوگ اس لیلائے کرسی تک کن کن مرحلوں سے گزر کر پہنچتے ہیں اور پھر کرسی سے اس طرح چپک جاتے ہیں کہ کھرچنے سے بھی نہیں اترتے۔ جس شخص کو جتنا زیادہ اختیار ہوتا ہے اسی کے مطابق وہ اپنی حرص خود غرضی اور ذاتی اقتدار کی پرورش کرتا ہے دوسروں کے حقوق مارتا ہے اور اپنی بھوک کو تسکین دیتا ہے۔ میں پھر اسی بات کو دہراتا ہوں کہ ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا لیکن کون مجھے یقین دلا سکتا ہے کہ ہم سب کی پیشانیاں اس داغ سے پاک ہیں۔ الغرض اقتدار، منصب اور کرسی وہ بلا ہے جو اپنے حصول سے لے کر اپنے خاتمے تک انسان کو ایک اضطراب، ایک بے چینی اور ایک پریشان خیالی میں مبتلا رکھتی ہے اور دل میں اطمینان کا جو ذرا سا شیرازہ ظہور پذیر ہوتا بھی ہے تو وہ بالکل بکھر جاتا ہے۔ پھر ضروری بات یہ ہے کہ عہدے اور منصب ہر شخص کی رسائی میں نہیں ہوتے ہمیں اطمینانِ قلب کا وہ ذریعہ بتانا چاہیئے جس تک ہر امیر غریب، شاہ و گدا، مفلس و مالدار، ادنیٰ و اعلیٰ اور خاص و عام کی رسائی ہو۔ مجھ سے پہلے دو فاضل دوستوں نے تو پابندی لگا دی کہ اطمینان چاہتے ہو تو دولت حاصل کرو یا عہدے اور اگر تم ان نعمتوں کو حاصل نہیں کر سکتے تو جاؤ جہنم میں۔ کاش وہ یہ سوچ سکتے کہ یہ موضوع محدود نہیں اور نہ ہی چند اشخاص سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ موضوع بے انتہا عالمگیر ہے اور تمام انسانوں کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اطمینانِ قلب کا بہترین وسیلہ "علم" کو قرار دیتا ہوں۔ میں انہیں الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

فاروق احمد

صدر محترم اور حضرات مکرم!

میرے فاضل دوست جناب رشید احمد صاحب کی تقریر سن کر دل خوش ہو گیا اللہ تعالیٰ انہیں ان کی محنت کا صلہ عطا فرمائے انہوں نے "دولت" اور "منصب" کی جو دھجیاں اڑائیں تو ماشاء اللہ انہیں مجنوں کا گریبان بنا دیا لیکن قیامت یہ ہوئی کہ محمل لیلیٰ کے پردے تک ان کا ہاتھ بھی نہ جا سکا۔ انہوں نے "علم" کو اطمینان کا سبب قرار دیا ہے۔ ان کی یہ پیشکش معمولی نہیں بہت اہم ہے۔ ان کی رائے نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں۔ ایک وہی نہیں ان جیسے ہزاروں افراد اس رائے پر متفق ہو سکتے ہیں۔ یقیناً علم کے اثرات فوائد اور نتائج سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ علم دماغ کی پرورش کرتا ہے علم عقل کی روشنی عطا کرتا ہے اور فکر کی قوت بڑھاتا ہے۔ غرض علم آدمی کو آدمی بناتا ہے اور ہر اس کامیابی اور ترقی تک پہنچاتا ہے جو آدمی کا مقصد ہو سکتی ہے۔ دنیا کے تمام جلوے، تمام رونقیں،

تمام کمالات، اسی علم کے کرشمے ہیں اگر دنیا جاہل ہوتی تو ہماری زمین ایک جنگل بیابان ہوتی جہاں کوئی کشش اور دلفریبی نظر نہ آتی لیکن یہاں سوال علم کے فوائد کا نہیں بلکہ اطمینانِ قلب کا ہے اور میری خطا معاف! علم کی دنیا میں یہ چیز نہ ملے گی علم انسان کو سکون نہیں پریشانی عطا کرتا ہے۔ اسی علم کو بہت سے لوگ چراغ راہ بنا کر چلے ہیں اور بھٹک گئے ہیں یہ علم جس عقل کو پیدا کرتا ہے وہ عقل توہمات اور شکوک کے جراثیم عطا کرتی ہے۔ خدا کی ہستی کے بارے میں شک، تخلیق کائنات کے بارے میں اختلاف، حقیقت زندگی کے بارے میں شک، مسئلہ ارتقاء کے بارے میں عجیب و غریب نظریئے۔ یہ تمام اسی عقل کی پیداوار ہیں جو اس علم کا عطیہ ہے "اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ" کی صداقت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ میں جواب چاہتا ہوں کہ اگر علم زمانے کی سب سے بڑی نعمت ہے، تو علم نے انسانی کائنات کو سکون کی دولت سے مالا مال کیوں نہیں کیا۔ آج سائنس کی بدولت انسان ہوا پر اڑتا ہے، آسمان کے سینے اور جگر کو شق کرتا ہے۔ سمندروں کے سینے پر اپنی قابلیت کے نیزے کی نوک چبھوتا ہے۔ سورج اور بجلی اس کے قبضے میں ہیں۔ فطرت کے عناصر کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے۔ الغرض علم کے بل بوتے پر انسان نے عجیب و غریب ایجادات کیں لیکن مجھے بتائیے کیا یہ تمام ترقیاں اسے سکونِ قلب کی دولت دے سکیں۔ آج دنیا بدامنی اور اضطراب کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ آج انسان، انسان کے خون کا پیاسا ہے آج جو انسان کی ترقی کا کامیاب ترین زمانہ قرار دیا جاتا ہے اس میں حرص، جنگ اقتدار بربریت، سفاکی، ظلم، خواہش، نفس پروری الغرض تمام برائیوں کا عروج ہے۔ آج کی جنگیں کس قدر خوفناک اور لرزہ خیز ہیں ایک ایک میدان جنگ لاکھوں انسانوں کا ایک عظیم مقبرہ بن جاتا ہے۔ آسمان سے آہن و آتش کی بوچھاڑ۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے خطرناک تجربات۔ آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا یہی اطمینان قلب ہے۔ میں مانتا ہوں کہ آج علم بہت زیادہ ہے لیکن علم کو اطمینان کا ذریعہ کہنے والے مجھے جواب دیں کہ ان کی رائے کے مطابق آج کی دنیا میں تو زیادہ اطمینانِ قلب ہونا چاہیئے تھا لیکن وہ اطمینان کہاں چلا گیا؟ ہمیں ماننا پڑے گا کہ علم کا اطمینانِ قلب سے کوئی تعلق نہیں۔ علم ہمیں مادی ترقی کے نقطہ عروج پر پہنچا سکتا ہے لیکن اطمینان کا ایک ذرہ بھی ہمیں عطا نہیں کر سکتا۔

صاحب صدر!

اطمینانِ قلب کا راز محض "ذکرِ الٰہی" میں ہے۔ دل خدا کی یاد سے لبریز ہو، زبان خدا کے ذکر سے آشنا ہو اور سینہ خدا کے عشق سے بھرا ہوا ہو۔ اگر انسان کے پاس ذکر الٰہی کی دولت نہیں تو چاہے اس کے پاس قارون کے خزانے ہوں یا جمشید کی مسند ہو یا قیصرو کسریٰ کی شان و شوکت ہو یا سقراط اور جالینوس کا علم ہو، وہ اطمینان حاصل نہیں کر سکتا۔ آج کا علم بڑی عظیم شے ہے۔ لیکن اہل علم کے سینے خدا کی محبت سے خالی ہیں وہ خدا پرستی سے دور ہیں اور جو شخص خدا پرستی کے جذبے سے خالی ہوتا ہے۔ محبت انسان کا جذبہ بھی اس میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ خدا پرستی انسانیت، اخلاق اور مساوات کی بنیاد ہے اسی خدا پرستی کے سمندر سے عدل و انصاف اور حق و صداقت کے دریا جاری ہوتے ہیں اسی خدا پرستی کے آفتاب سے ہمدردی، اخوت اور جذبہ ایثار و مروت کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ آج ہمارے دماغ علم سے روشن ہیں لیکن ہمارے دل اور سینے تاریک ہیں۔ آج ہمارا شعور فلسفے اور سائنس کی کرنوں سے تابناک ہے لیکن ہماری روح کی نگری ویران ہے اور اس کا سبب یہی کمی ہے کہ ہم خدا اور اس کے ذکر سے غافل ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں یہی ذکر الٰہی مسلمانوں کی محبوب ترین دولت تھی۔ اس کی برکت سے انہوں نے کائنات کو تسخیر کیا، قیصر و کسریٰ کی قبائیں نوچیں اور بڑے بڑے صاحب جبروت بادشاہوں کے تاج ٹھوکروں تلے روند ڈالے۔ پھر اسی ذکر الٰہی سے ان کی آخرت بھی سنوری اور دنیا پر فتح و ظفر حاصل کی۔ ان کی زندگی میں سکون و راحت کے خزانے بکھرے ہوئے تھے۔ ان کے دل اور سینے اس آفتاب کی حسین و جمیل شعاعوں سے منور تھے۔ ان کے زمانے میں کائنات حق و صداقت سے پُر تھی اور عدل و انصاف کے موتی زمین کے ذرے ذرے پر بکھرے پڑے تھے۔

صاحب صدر گرامی قدر!

میرے نزدیک، اطمینان قلب کا وسیلہ نہ دولت ہے نہ منصب اور نہ علم بلکہ "ذکر الٰہی" ہے کیونکہ دنیا کے ہر منصب ہر دولت اور ہر جاہ و عزت کا مصدر صرف اور صرف "ذکر الٰہی" ہے جیسا کہ خود رب العزت کا کلام پاک شاہد ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

یعنی سنو! ذکر الٰہی ہی سے اطمینانِ قلب ہوتا، ان الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے بارگاہ صمدی میں دست بہ دعا ہوں کہ وہ ہمیں ذکر الٰہی کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین!

عبدالوکیل

(صدر مباحثہ)

حاضرین کرام! ابھی آپ نے مختلف احباب کی تقاریر سنیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے مطابق خوب کہا ہے لیکن جو بات جناب فاروق احمد صاحب نے بیان فرمائی ہے، مجھے اس سے اتفاق ہے۔ میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ اطمینانِ قلب صرف اور صرف ذکرِ الٰہی ہی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین!

بقیہ اداریہ

حال سے عہدہ برآ ہوتی ہے؟

امریکہ کا دفاعی بجٹ

امریکہ کے ایوانِ نمائندگان نے دفاعی بجٹ کے لئے ڈھائی کھرب (ڈھائی سو ارب) روپے منظور کئے ہیں۔ اور یہ بجٹ زمانۂ جنگ کا بجٹ نہیں بلکہ امن کے زمانے کا بجٹ ہے اس کے مقابلہ میں پاکستان کا مجموعی بجٹ چند ارب سے زیادہ نہیں —— اور ہمارا خیال ہے پاکستان نے خواب میں بھی ڈھائی کھرب روپے نہیں دیکھے ہوں گے — اب اندازہ کیجئے امریکہ کے تمول کا کہ ڈھائی کھرب روپیہ صرف دفاع پر خرچ کیا جائے گا ——

کاش یہی روپیہ جو انسانیت کی ہلاکت کے لئے صرف ہوگا اور جس سے ایٹمی ہتھیار، میزائیل اور ہائیڈروجن بم بنائے جائیں گے۔ انسانیت کی فلاح و بہبود، معاشرہ کی اصلاح و ترقی اور دنیا سے افلاس و ناداری کی لعنت دور کرنے کے لئے خرچ کیا جاتا! ——

ہمارا یقین ہے کہ امریکہ، روس، برطانیہ، اور فرانس وغیرہ کا دفاعی بجٹ اگر انسانیت کی فلاح و بہبود، غموں میں گھرے ہوئے عوام اور بھوک سے دم توڑتے ہوئے نادار لوگوں پر خرچ کیا جائے تو دنیا میں کوئی بھوکا اور ننگا نظر نہ آئے۔ مگر انسانوں کو یہ سبق خدا کے قانون اور محمد عربی کے قدموں کے سوا کہیں سے نہیں مل سکتا ——

سیکرٹری اسلامی مشاورتی کونسل کا خط

مدیر: خدام الدین کے نام

گزشتہ شمارہ میں "اسلامی مشاورتی کونسل کا فریضہ" کے عنوان سے اداریہ تحریر کیا گیا تھا۔ اس خط میں کونسل نے اپنی پوزیشن کی وضاحت کی ہے لیکن فرض بہر حال فرض ہے اس میں کسی صورت کوتاہی نہ ہونی چاہیئے — (ادارہ)

مکتوب نمبر ۹۹ AC – ۶۲ / (۱۱) ۱۲

حکومت پاکستان
اسلامی مشاورتی کونسل
۱۴ فیروز پور روڈ
لاہور مورخہ ۲۷ر جون ۱۹۶۳ء

مکرمی جناب مدیر صاحب ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور
السلام علیکم

۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۸ر جون ۱۹۶۳ کے خدام الدین کے شمارہ میں آپ نے "اسلامی مشاورتی کونسل کا فریضہ" کے عنوان سے جو اداریہ تحریر فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے کونسل کی جانب سے یہ عرض کرنا ہے کہ اداریہ کا بہت بڑا حصہ غلط فہمیوں اور غلط اطلاعات پر مبنی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا ۲۸ر جون والا شمارہ کس تاریخ کو پریس میں جا چکا تھا لیکن غالباً آپ کی نظر سے مغربی پاکستان کے وزیر مال آبکاری و محصولات شیخ مسعود صادق صاحب کا وہ بیان گزر چکا ہوگا جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ امتناع شراب سے متعلق استفسار صوبائی محکمہ کی غلطی کی وجہ سے اسلامی مشاورتی کونسل کو اب تک بھیجا ہی نہیں گیا" یہ بیان ۲۰ جون کے اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ اس کی ایک نقل آپ کے قارئین کی علم و اطلاع کے لئے درج ذیل ہے۔

امتناع شراب کے مسائل

استفسار مشاورتی کونسل کو بھیجا جا رہا ہے ——

صوبائی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر شیخ مسعود صادق نے بدھ کے دن لاہور میں کہا کہ کلی امتناع شراب سے پیدا شدہ ممکنہ مسائل کے متعلق اسلامی مشاورتی کونسل کو ایک استفسار بھیجا جانے والا ہے۔

شیخ صاحب نے فرمایا کہ استفسار کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ الکحل ادویات اور عرقیات کا ایک اہم جزو ہے۔

شیخ صاحب نے افسوس ظاہر کیا کہ ایک پارلیمانی سیکرٹری نے اسمبلی میں یہ بیان دے دیا تھا کہ استفسار کونسل کو بھیجا جا چکا ہے۔ جو فی الحقیقت صحیح نہیں ہے

شیخ مسعود صادق نے کہا کہ کونسل کو استفسار بھیجنے میں تاخیر حکومت کے کسی محکمہ میں ہوئی ہے اور وہ اس غیر ضروری تاخیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف ضروری کارروائی کر رہے ہیں"

اے پی پی بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۰ جون ۱۹۶۳ء)

اس سلسلے میں ۲۵ر جون کو ایک سرکاری ہینڈ آوٹ بھی جاری ہوا ہے۔ جس میں تفصیل کے ساتھ ان حدود اور ضوابط کی وضاحت کی گئی ہے۔ جن کے اندر کونسل کو کام کرنا پڑتا ہے۔ براہِ کرم آپ اس ہینڈ آوٹ کو جس کی نقل منسلک ہے اپنے مؤقر جریدہ میں تمام و کمال شائع کر دیں۔ ممکن ہے اس طرح آپ کے قارئین کرام کے اندر بہت سی پیدا شدہ ممکنہ غلط فہمیاں رفع ہو جائیں۔ فقط والسلام

نیاز مند (شاہ محی الحق فاروقی سیکرٹری)

جانشین شیخ التفسیرؒ کی جھنگ کو روانگی

مورخہ ۵ر جولائی شام کو جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہ جھنگ تشریف لے جا رہے ہیں

آپ ۶ر جولائی کی صبح کو جھنگ میں درس قرآن دیں گے اور بعد نماز عشاء گھسیانہ میں حضرت مولانا جان محمد مرحوم کے تعزیتی جلسہ سے خطاب فرمائیں گے

۷ر جولائی کی صبح کو محلہ بڈھے والا کی مسجد میں درس قرآن دیں گے۔ درس کے فوراً بعد روانہ ہو کر ٹوبہ ٹیک سنگھ کچھ دیر قیام فرما کر واپس لاہور آ جائیں گے　(حاجی شبیر احمد)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۳ء بروز بدھ درس سے فراغت کے بعد موضع ملیاں کلاں ضلع شیخوپورہ تشریف لے جائیں گے

پروگرام حسب ذیل ہوگا

ظہر تا عصر —— آرام
عصر تا مغرب —— بیعت
بعد از نماز مغرب — مجلس ذکر و ارشادات عالیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور
بعد از نماز عشاء - تقریر —— ڈاکٹر مناظر حسین نظر

المعلن :- (ڈاکٹر) عبد الغفور عابد ناظم انجمن ضیاء الاسلام ملیاں کلاں - ضلع شیخوپورہ

(مولانا ظفر علی خاں مرحوم)

حکم و حکمت

جب محمدؐ کو ملا پیغام اکملت لکم
کل ہمیشہ کیلئے شمع نبوت ہو گئی

آسماں نے حکم کا انعام حکمت کر دیا
حق کی حجت ختم ہو کر حق کی رحمت ہو گئی

مصطفیٰ ہیں گلشن توحید مسلم بوئے گل
خود وہ ہیں خیر البشر خیر امت ہو گئی!

ماہِ نو کی کیا ضرورت بدر کامل کی شبیہ
جب کلام اللہ کی ایک ایک ہو گئی

پھر یہ ہم سے پوچھتے ہیں آ رہا ہے کیوں عذاب
اللہ اللہ! آپ لوگوں کی یہ حالت ہو گئی



دار العلوم ربانیہ میں جلسہ عام

آغا شورش کاشمیری مدیر ہفت روزہ چٹان اور ڈاکٹر مناظر حسین نظر مدیر ہفت روزہ خدام الدین مورخہ

۶ر جولائی ۱۹۶۳ء بروز ہفتہ ۱۱½ بجے دن

دار العلوم ربانیہ ضلع لائل پور میں جلسہ عام سے خطاب فرمائیں گے۔

المعلن (مولانا) محمد اسلم دار العلوم ربانیہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ لائلپور

ایجنٹ حضرات متوجہ ہوں

ایجنٹ حضرات کو ماہِ جون کے بل روانہ کئے جا رہے ہیں۔ بل موصول ہوتے ہی فوراً روانہ فرمائیں — بعض ایجنٹوں کے ذمہ کئی ماہ کی رقمیں واجب الوصول ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنا حساب جلد بے باق کریں۔ ورنہ بنڈل کی ترسیل روک دی جائے گی

پاؤ بھر بھی دودھ نہ ملے تو اس کی صحت کمزور اور خراب ہوگی۔

جو لوگ باقاعدہ ورزش کرتے ہیں ان کی صحت اچھی رہتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں ان کی روحانیت طاقتور ہوتی ہے۔ اور جو لوگ قرآن شریف کو چھوڑ دیتے ہیں ان کی روحانیت لاغر ہو جاتی ہے۔

بدنصیب

وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے، جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ جس شخص کو اسلام کی تعلیم دی گئی اور اس نے نہ مانا۔ جہنم میں داخلہ کے بعد نہ وہ مرے گا اور نہ جئے گا۔ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ۔

خدا کی گرفت

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝ (سورۂ ہود پ۱۲)

ترجمہ: اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے

حاضری کا دن

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ

ترجمہ:۔ اس بات میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے یہ ایک ایسا دن ہوگا۔ جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور یہی دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص قرآن کی تعلیم سے علیحدہ رہے گا۔ وہ اس کے احکام سے روگردانی کرے گا اور حدیث سے بھی روگردانی کرے گا وہ بدبخت ہے

نتیجہ

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ (سورہ ہود پ۱۲)

ترجمہ: پھر جو بدبخت ہوں گے تو وہ آگ میں ہونگے کہ اس میں ان کی چیخ وپکار پڑی رہے گی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک آسمان زمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے رب کو منظور ہو تو دوسری بات ہے بے شک تیرا رب جو چاہے اُسے پورے طور سے

باقی کالم ۳ پر

بقیہ :۔ بچوں کا صفحہ صفحہ ۱۹ سے آگے

اسلامی حکومت قائم ہو جاتی۔

جو شخص عظمت کے لحاظ سے اس قدر اعلےٰ وارفع مقام پر تھا۔ جس کا نام سن کر بڑے بڑے جابر و سرکش حکمران کانپ جاتے تھے جس کی ہیبت نے آتشکدۂ ایران کو سرد کر دیا۔ جس کی قوت نے قیصر وکسریٰ کی طاغوتی طاقتوں کو تہس نہس کر دیا۔ اس کی عجز وانکساری اور زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا۔ کہ ہمیشہ پھٹے پرانے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے زیب تن کئے۔ ایک مرتبہ آپؓ خطبہ پڑھ رہے تھے اور آپؓ کی لنگی میں بارہ پیوند تھے جن میں سے ایک چمڑے کا بھی تھا۔ ایکمرتبہ جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لانے میں دیر ہوئی تو معذرت چاہتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنے کپڑے دھونے میں دیر ہوئی۔ کیونکہ ان کپڑوں کے علاوہ اور کپڑے میرے پاس نہیں ہیں۔ خیال کیجئے اسلام کے اس درخشندہ آفتاب کی عظمت وجلالت کا کہ دنیا بھر کی نعمتیں ان کے قدموں پر ڈھیر ہیں لیکن انہوں نے اپنی ذات کو ہمیشہ پس پشت رکھا۔

عزیزان وطن :۔ جو شخص ان خصائل واوصاف کا مالک تھا۔ جس کے ناخن گرہ کشا نے اسلام کی ہر مشکل کی گرہ کشائی کی۔ جس کی قوت فیصلہ نے اسلام کو تقویت بخشی۔ جس کی حکمت ودانش اور فہم وفراست سے خاتم النبیینؐ نے استفادہ کیا۔ جو اس قدر صائب الرائے تھا کہ اس کی رائے کی توثیق خدائے لم یزل نے کی، یہ وہ عظیم وجلیل ہستی ہے جس کے متعلق خود نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ یہ وہ عظیم مرد مومن تھا۔ جس کے حلقہ بگوش اسلام ہونے سے مسلمان آزادانہ اپنی عبادات ادا کرنے لگے؟ سیدنا فاروق اعظم کچھار محمدیؐ کا وہ شیر تھا۔ جس نے اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا۔ اور یہی وہ ناظم اسلام ہے۔ جس نے اپنے خون جگر سے چمنستان اسلام کو سیراب کیا۔

بقیہ خطبہ جمعہ کالم ۱ سے آگے

کر سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو مرتے دم تک قرآن اور حدیث کے ذکر کی مجالس میں رکھے اور دین پر استقامت عطا فرمائے ——

آمین یا الٰہ العلمین۔

بچوں کا صفحہ

عظمتِ فاروق رضؓ

محمد اکرام الحق۔ گجرات

عظمت انسان کی سب سے عزیز متاع ہے۔ جس کی عطا و بخشش بارگاہ خداوندی سے عام نہیں۔ عظمت ایک بلند قامت نشان ہے جو نظر تو دُور سے آتا ہے مگر اس کو چھو لینا مشکل ترین کام ہے۔ ہر صاحب عظمت کو رشک و تعجّب کی نگاہ سے دیکھنے کا راز یہی ہے کہ وہ تنگ و تاریک گھاٹیاں، حوصلہ شکن چڑھائیاں اور مُشکلات و مصائب سے لبریز سمندر طے کر کے اپنی عظمت کا علم اتنی بلند چوٹی پر نصب کر آتا ہے کہ اس کی طرف نگاہ بلند کرنے والے سروں کو اپنی کلاہ سے بھی محروم ہونا پڑتا ہے۔ تاریخ عظیم کرداروں کا ایک طویل سلسلہ اپنے اوراق کے اندر چھپائے ہُوئے ہے مگر عظمت کے ان سارے میناروں کا قد یکساں نہیں۔ کُچھ بہت اُونچے ہیں اور کچھ اتنے اُونچے ہیں کہ ان کے کنگرے آسمان میں پیوست دکھائی دیتے ہیں۔ اس مؤخر الذکر گروہ میں معدودے چند افراد ہی ملیں گے۔ محسنِ اسلام فاروق اعظمؓ گروہ ثانی سے تعلّق رکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ عرب کے معرُوف قبیلہ قریش کی ایک شاخ عدی میں پیدا ہوُئے۔ آپ کا خاندان شہرت و ناموری کی دولت سے مالا مال ہے۔ سنّ رشد کو پہنچے تو باپ نے اُونٹ چرانے پر مامور کیا۔ آپ ایک خلیفہ ہونے کے بعد اس وادی سے گزرے جہاں وہ دن بھر اُونٹ چرایا کرتے تھے تو آپ کی آنکھیں اس دَور کا تصوّر کر کے آبدیدہ ہو گئیں اور فرمایا: "اللہ اکبر! ایک وُہ زمانہ تھا کہ میں نمدہ کا کُرتہ پہنے ہوئے اُونٹ چرایا کرتا تھا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا۔ آج یہ دن ہے کہ خُدا کے سوا میرے اُوپر کوئی حاکم نہیں۔"

شباب کی دہلیز پر قدم رکھا تو شرفائے عرب کے رواج کے مطابق نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی اور فن تقریر وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔ اپنے تمام ہم عصروں سے گوئے سبقت لے گئے۔ فنِ پہلوانی میں اتنی شہرت تھی کہ عکاظ کے میلے میں آپ کی کُشتی دیکھنے کے لیے لوگ بے قرار رہتے تھے۔ عربوں کے علمُ الانساب میں آپؓ کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ حسنِ بیان اور فصاحت و بلاغت میں بھی آپ کو یدِ طُولی حاصل تھا۔

عمر کی ستائیں بہاروں سے گزر چکے تھے کہ فاران کی چوٹیوں سے نُورِ اسلام چمکا اور دُنیا کے ظلمت کدہ کو مطلع انوار بنا دیا۔ قریش کے دُوسرے غیور جوانوں کی طرح آپؓ نے بھی بڑی شدّ و مد سے دینِ توحید کی مخالفت کی۔ لات و منات کی خاطر داعیٔ اسلامؐ کو شہید کرنے کے درپے ہو گئے۔ مگر تھے بڑے حسّاس اور باشعُور انسان۔ بہن اور بہنوئی پر سختی کرنے کے بعد سوچا کہ جس دین پر اتنی سختیاں کرنے کے باوجود اس طرح جاں نثاریاں جاری ہیں، اس میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔ اندازِ نظر بدلنے کی دیر تھی کہ باقی راستہ آپ کی برق رفتار قوّتِ فیصلہ نے خود بخود طے کر لیا۔ پھر وہی تلوار جو داعیٔ اسلام کا کام تمام کرنے کے لیے بے تاب تھی، محافظِ اسلام بن گئی۔ آپ کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے سے پہلے مُسلمان چُھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ مگر اب مُسلمان کھُلے بندوں نماز پڑھنے لگے۔

حضرت عمرؓ اتنے رُعب و دبدبہ کے مالک تھے کہ حضرت رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم دُعا فرمایا کرتے: "اے اللہ! عمرؓ کو اسلام میں داخل کر کے مُسلمانوں کو تقویت دے۔" حضرت عبدُ اللہ بن مسعُودؓ تو کہا کرتے تھے کہ آپؓ کا ایمان لانا اسلام کی بہت بڑی فتح تھی۔

مُسلمان ہجرت کر کے حبش میں چلے گئے تو چوری چوری اور ہجرتِ مدینہ کے لیے بھی پوشیدہ طور پر مکّے سے نکلتے رہے لیکن جب شیرِ اسلام فاروقِ اعظمؓ ہجرت مدینہ کے لیے نکلے تو تلوار لی، کمان سنبھالی۔ تیر ساتھ لیے اور کعبہ میں جا دھمکے۔ قریشِ مکّہ صحن کعبہ میں محفل جمائے بیٹھے تھے۔ سات مرتبہ طواف کیا مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر ایک ایک کر کے سب لوگوں کے سامنے سے گزرے اور فرمایا: "اگر کسی کی یہ خواہش ہو کہ اس کی ماں اس سے محروم ہو جائے، اس کی بیوی رانڈ ہو جائے اور اس کے بچے یتیم ہو جائیں تو وہ اس وادی کے پار میرے مقابلہ پر آئے۔" لیکن کسی کو اتنی جراٴت نہ ہوئی کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرے۔

آپ نے ہر موقع پر اسلام کی اعانت و نصرت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اکثر غزوات میں شریک ہوُئے۔ غزوۂ بدر، اُحد، خندق، بیعتِ رضوان، غزوہ خیبر اور فتح مکّہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دوش بدوش رہے۔ آپؓ کے تدبّر اور فہم و فراست کا یہ عالم تھا کہ آنحضرتؐ اکثر معاملات میں آپ کے مشورہ سے استفادہ کرتے۔ ان کے فیصلے کی صحت اور عظمت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل دی جا سکتی ہے کہ قرآنِ حکیم نے ان کی رائے کی توثیق کی۔

نبیؐ کا دَور ہو یا صدیق اکبرؓ کا یا خود اپنی مسند نشینی کا۔ آپ کی قوّتِ فیصلہ نے ہر جگہ اور ہر وقت اپنا رنگ دکھایا۔ نبیؐ کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد خلافت کا مسئلہ جس نازک مرحلے پر پہنچ چکا تھا۔ اس کے حل کرنے میں حضرت عمر فاروقؓ کی رائے کا بہت بڑا دخل ہے۔ اگر آپ اس وقت جراٴت و بے باکی سے اپنی رائے کا اظہار نہ کرتے تو اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔

خود خلیفہ ہوُئے تو اپنی قوتِ فیصلہ اور فہم و فراست کے بل بوتے پر ایسے کارنامے انجام دیے کہ فطرتِ انسانی متحیّر رہ گئی۔ حکومت کی بنیاد اگرچہ نبی اکرمؐ اور خلیفۂ اوّل کے وقت ہی پڑ چکی تھی۔ لیکن اس کو ایک پُر شکوہ اور باعظمت سلطنت کی شکل آپ کی دو ٹوک قوّتِ فیصلہ نے بخشی۔ آپ نے وسیع پیمانے پر فتوحات حاصل کیں اور مدینہ میں بیٹھ کر ایران و رُوم کی سرحدوں پر فوجیں لڑائیں اور فتوحات پر فتوحات حاصل کیں۔ جنگ کے نقشے سامنے ہوتے اور قوّتِ فیصلہ ساری فوجی تنظیم کا ڈھانچہ میدان جنگ میں لا کھڑا کرتی۔

مؤرخین کا خیال ہے کہ اگر آپ چند برس اور زندہ رہتے تو دُنیا سے شرک و کفر کا مکمل طور پر صفایا ہو جاتا اور پُوری دنیا پر

(بقیہ برصفحہ ۱۸)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء